ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جلد 22 شمارہ 11 جون 2025ء - ذوالحجہ 1446ھ

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جلد 22 شمارہ 11

جون 2025ء - ذوالحجہ 1446ھ

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد ناصر — مولانا طارق محمود — [illegible]

فی شمارہ.................... 50 روپے

سالانہ .... 500 روپے

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

قانونی مشیر

محمد شرجیل جاوید چوہدری

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

0323-5555686

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 500 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جا سکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

www.facebook.com/Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

ترتیب و تحریر

صفحہ

آئینۂ احوال..................معرکۂ حق "بنیانٌ مرصوصٌ" ....مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط 63)...................................بعض اہلِ کتاب کے

ایمان لانے کی قدر و منزلت...// // 7

درسِ حدیث..............کفار سے مصالحت و مسالمت کا حکم.............// // 11

مقالات و مضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ و اصلاحِ معاملہ

افادات و ملفوظات..مفتی محمد رضوان 19

علم کے مینار: ....فقہ مالکی، منہج، تلامذہ،

کتب، مختصر تعارف (تیسواں حصہ).....................................مفتی غلام بلال 22

تذکرۂ اولیاء: ....عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور

میں نئی ریاستی اصلاحات (قسط 8)...مولانا محمد ریحان 25

پیارے بچو!................................احمد کا بکرا.............................// // 28

بزمِ خواتین .....زیب و زینت میں خواتین کے اختیارات (حصہ 9)....مفتی طلحہ مدثر 29

آپ کے دینی مسائل کا حل ....قبرِ نبوی سے

ہاتھ نکلنے کے قصہ کی تحقیق...ادارہ 32

کیا آپ جانتے ہیں؟..."رسومِ افتاء و اصولِ افتاء" پر کلام (قسط 4).....مفتی محمد رضوان 39

عبرت کدہ ....حضرت موسیٰ و ہارون کی وفات (حصہ دوم).....مولانا طارق محمود 46

طب و صحت.............جانوروں کے گوشت کی خاصیت.....حکیم مفتی محمد ناصر 49

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب و روز..........................// // 51

ماہنامہ "التبلیغ" جلد نمبر 22 (1446ھ) کی اجمالی فہرست..............مولانا طارق محمود 52

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

معرکۂ حق ''بنیانٌ مرصوصٌ''

22اپریل2025ءکو، بھارت کے زیرِ انتظام جموں و کشمیر کے ضلع اننت ناگ میں پہلگام کے قریب ''بیسارن وادی کے گھاس کے میدان'' میں ایک دہشت گرد حملے میں کم از کم 28سیاح ہلاک اور 20سے زیادہ لوگ زخمی ہوئے، ہلاک شدگان میں بھارت کے مختلف حصوں سے آئے 25بھارتی، جموں و کشمیر کے دو مقامی، نیپال اور متحدہ عرب امارات سے تعلق رکھنے والے دو غیر ملکی سیاح شامل ہیں۔

''بیسارن وادی کے گھاس کا میدان'' پہلگام شہر سے تقریباً7 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، یہ علاقہ چاروں طرف سے گھنے چیڑ کے جنگلات سے گھرا ہوا ہے، اِس جگہ کو ''مِنی سوئزرلینڈ'' کے نام سے بھی جانا جاتا ہےاور یہ مقام سیر وسیاحت کے لیےایک مقبول جگہ شمار ہوتا ہے۔

اس حملہ کے فوری بعد حملہ آوروں کی تحقیقات کے بغیر ہی بھارت کی مودی ہندوانتہاء پسند،اور بد ترین اقلیت دشمن حکومت نے پاکستان کواس حملہ کا ذمہ دار قرر دے دیا،اوراس کا خوب ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیا،جس کے جواب میں پاکستان کی طرف سے بھارت کوتیسرے غیر جانب دار ملک کی طرف سے حملہ آوروں کی منصفانہ تحقیق کی پیشکش کی گئی،لیکن بھارت کی طرف سے نہ صرف یہ کہ اس کو اہمیت نہیں دی گئی، بلکہ ساتھ ہی دونوں ملکوں کے درمیان طے شدہ دریاؤ کے پانی کے سندھ طاس معاہدہ کوبھی یکطرفہ طور پر معطل کرنے کا اعلان کیا گیا،جبکہ بین الاقوامی قوانین کے تحت اس معاہدہ کویکطرفہ طور پر معطل کرنے کا بھارت کواختیار حاصل نہیں تھا۔

22اپریل سے لے کر 6 مئی تک بھارت کی'' ہندوتوا'' مودی حکومت کی طرف سے پاکستان پر حملہ کی دھمکیوں کا سلسلہ جاری رہا، بھارتی میڈیا ''جوکہ در اصل مودی کی گودی میڈیا،کہلاتی ہے'' کی طرف سے پاکستان پر مسلسل حملہ کرنے اوراسے پوری طرح نیست ونابوداور تباہ وبرباد

www.idaraghufran.org

کرنے کا شور برپا کیا جاتا رہا،اور ہندو انتہاء پسنداور ہزاروں مسلمانوں کے قاتل مودی کے دماغ پر جنگی جنون سوار رہا،عوام میں غم وغصہ بھڑکا کر،رات،دن پاکستان پرحملہ کرنے کے چرچے جاری رہے،جس کے نتیجہ میں بالآخر بھارت کی طرف سے ’’آپریشن سندور‘‘ کے نام نہادعنوان سے، 6اور7 مئی کی درمیانی شب،رات کی تاریکی میں بزدلانہ طریقہ پر پاکستانی سرحدوں کی عالمی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سول آبادی کے کئی مقامات،اور مساجد وگھروں کو میزائل سے نشانہ بنایا گیا،جس میں متعدد بچوں،عورتوں اور بوڑھوں کوشہید کردیا گیا،اور ساتھ ہی سینکڑوں جنگی جہازوں کے ذریعہ پاکستان پر یلغار کرنے اور دھاوا بولنے کی کوشش کی گئی،مگراس کی اس کوشش کو پاکستان کی فوجی وعسکری قوت نے نہ صرف یہ کہ پوری طرح ناکام بنایا، بلکہ اسی کے ساتھ بھارت کے حملہ آور متعدد جدیداور طاقت ور جنگی جہازوں کو بھی بھارت کی اپنی حدود ہی میں نشانہ بنا کرزمین بوس کردیا گیا،اوراپنی کمالِ مہارت کے ساتھ اس صدی کی فضائی جنگ میں تاریخ ساز فتح کا نیاباب رقم کرکے پوری دنیا کوحیرت زدہ کردیا گیا،اور پاکستانی فضائیہ نے بھارت کے رات کی تاریکی میں چوردروازہ سے نقب زنی کرنے کے جنگی جنون کا جنازہ نکال دیا، بھارت کے جہازوں کوسرحدیں عبور کرنے، بلکہ قریب پھٹکنے کا موقع تک فراہم نہ کیا،اور بزدل بھارت کے سینکڑوں باقی ماندہ بھارتی جہازوں کو جان بچاکرالٹے پاؤں لوٹنے اور دم دباکراور جان بچاکر بھاگنے پرمجبور کیا۔

پاکستان نے بھارت کی طرف سے سرحدوں کی فضائی حدود کی خلاف ورزی،اور حملہ آور ہوکر میزائل داغنے کے اپنے جوابی حق کو برقرار رکھا،جس کے بعد بزدل بھارت کا جنگی جنون مزید بھڑک اٹھا،اوراس نے پاکستانی سرحدوں کی خلاف ورزی جاری رکھتے ہوئے پاکستان کے مختلف مقامات پر پے درپے اسرائیلی ساختہ ڈرون بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا،جس کے مقاصد اس کو حاصل نہ ہوسکے،اور پاکستانی سرحدوں اور فضائی وبری حدود کی حفاظت پر مامور سیکورٹی اہلکاروں نے مہارت کے ساتھ ان کو ناکارہ بنایا۔

ابھی یہ سلسلہ ختم نہ ہوا تھا کہ 9اور10 مئی کی درمیانی شب،رات کی تاریکی میں ایک مرتبہ

پھر بھارت کی طرف سے بزدلانہ طریقہ پر فضائی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے، پاکستان کے مختلف ائربیسز کو میزائلوں سے نشانہ بنانے، اور شب خون مارنے کی کوشش کی گئی، جس کے بعد پاکستان کے پاس جوابی کارروائی کے علاوہ کوئی چارہ کار باقی نہیں رہا۔

اور 10 مئی کو سحری کے وقت پاکستانی افواج کی طرف سے جوابی کارروائی کا برملا اعلان کیا گیا، اور طلوعِ فجر کے وقت ''بنیان مرصوص'' کے نام سے آپریشن کا آغاز ہوا، اور چند گھنٹوں پر مشتمل اس آپریشن نے بھارت کا غرور خاک میں ملا دیا، بھارت کے عسکری نظام کو مفلوج کر دیا، سول اور عام آبادی کو محفوظ رکھتے ہوئے، صرف پاکستان پر حملہ، اور دہشت گردی کے لئے استعمال ہونے والی ائربیسز، اور ٹھکانوں کو کامیابی سے نشانہ بنایا، اور بھارت کے متعدد فضائی، اور عسکری نظام کو بے دست و پا کر کے رکھ دیا، جس کے نتیجہ میں چند گھنٹوں بعد ہی بھارت جنگ بندی کے لئے، گھٹنوں کے بل آ پڑا، اور امریکہ سمیت مختلف ممالک سے پاکستان کو جنگ بندی پر آمادہ کرنے کے لئے کردار اداء کرنے کی درخواست کی، جنہوں نے پاکستان کی قیادت سے رابطہ کر کے، اسی دن جنگ بندی کو موثر بنایا، اور اختلافی و متنازع امور، دہشت گردی، سندھ طاس معاہدہ، اور مسئلہ کشمیر جیسے مسائل کو مذاکرات اور باہمی بات چیت کے ذریعہ حل کرنے پر متوجہ کیا، اور ثالثی کا کردار اداء کرنے پر بھی اپنی خواہشات کا اظہار کیا۔

اس پورے ماحول میں پاکستان کی عسکری و حکومتی قیادت کی طرف سے میڈیا و ذرائع ابلاغ کے ذریعہ لمحہ بلمحہ بدلتے حالات سے پوری قوم کو حقیقتِ حال کے مطابق آگاہ و باخبر کیا جاتا رہا۔

اور پاکستانی قوم نے بھی اپنے اعصاب پر قابو رکھا، اور بزدلی و کم ہمتی کو قریب نہیں آنے دیا۔

دوسری طرف بھارت کی بزدل اور مکار مودی حکومت نے حقیقت پر پردہ ڈالنے، بلکہ حقائق کو مسخ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، اور ہر موقع پر جھوٹی خبروں کو نشر کر کے اپنے ملک کے عوام کو اندھیرے میں رکھا، اور جنگی جنون کی آگ کو مزید بھڑکا دیا، ایسی ایسی عجیب و غریب، اور بے سروپا خبریں نشر کیں، جن سے بھارتی میڈیا کی جگ ہنسائی ہوئی، اور دنیا میں بھارتی میڈیا کا ایک جھوٹا اور مکروہ چہرہ بے نقاب ہوا، اور اس کے برعکس پاکستانی میڈیا کا کردار حقائق پر مبنی،

سنجیدہ وذمہ دارانہ ثابت ہوا۔

پاکستانی قیادت کی طرف سے اس مختصر جنگی ماحول کو''معرکۂ حق'' کے عنوان سے موسوم کیا گیا، جس کا آپریشن''بنیان مرصوص''کو جزء قرار دیا گیا۔

اور بلاشبہ اللہ کے فضل وکرم اور پاکستانی افواج کی، ایمان واخلاص پر مبنی جد وجہد اور جذبۂ قربانی، اور شجاعت نے، دنیا کے سامنے پاکستان کو ایک طاقت ور اور سنجیدہ قوت ابھار کر پیش کیا، ساتھ ہی عسکری شعبہ میں مغربی واسرائیلی ممالک کے مقابلہ میں چینی اور پاکستانی ٹیکنالوجی کی برتری بھی ثابت ہوئی، دنیا بھر کے مسلمانوں کی ہمت وحوصلے بلند ہوئے، اور سفارتی شعبہ میں بھی پاکستان کو کامیابی، اور بھارت کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، بھارت کو جو اپنی معاشی طاقت پر بہت زیادہ گھمنڈ اور غرور تھا، اس کو بھی زبردست دھچکا لگا، اور پاکستانی معیشت کو استحکام حاصل ہوا، اور پاکستان کی آستین کے زہریلے سانپوں کی بھی نشاندہی ہوئی، اور پاکستانی افواج کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا، اور سازش کرنے والے ٹولوں، بالخصوص پی، ٹی، آئی سے وابستہ ملک دشمن افراد کا کردار واضح ہوا، پاکستانی قوم میں اتحاد واتفاق کا بول وبالا ہوا، اور بھی نہ جانے پاکستان کو کیا کیا کامیابیاں حاصل ہوئیں، اور بھارت کے مقدر میں طرح طرح سے ناکامیاں آئیں۔

اس ضمن میں چین اور ترکی کی طرف سے، پاکستان کی زبردست تائید کی گئی، اور ازبکستان کا کردار بھی قابلِ تحسین رہا، جبکہ بھارت کے ساتھ اسرائیل کے علاوہ، کوئی دوسرا ملک کھڑا نہ ہوسکا۔

یہ سب کچھ شرعی اصول وقواعد کے مطابق جہاد کی برکات ہیں، جس میں قدم قدم پر اسلامی اصول وقواعد کو ملحوظ رکھنے کا اہتمام کیا گیا، اور ہماری نظر میں ایک طویل عرصہ کے بعد دنیا نے اسلامی جہاد کے اثرات وثمرات، اور نوار وبرکات کا کھلی آنکھوں مشاہدہ کیا، اور امید کی جاسکتی ہے کہ اسلامی دنیا کو اس شرعی جہاد کے اثرات وثمرات سے ایک طویل عرصہ تک مستفید ہونے کا موقع حاصل ہوگا، اور بھارت کی طرف سے پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف بار بار کی جانے والی جارحیت کا زور ختم ہوگا، اور ان شاء اللہ تعالیٰ آنے والا وقت اس کی گواہی دے گا، اور پاکستان کو اسلامی دنیا کی قیادت کا سہرا حاصل ہوگا۔ اللہ کرے کہ ایسا ہو۔ آمین۔

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط63، آیت نمبر199) مفتی محمد رضوان

بعض اہلِ کتاب کے ایمان لانے کی قدر ومنزلت

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ((سورة آل عمران،رقم الآية ١٩٩)

ترجمہ: اور بے شک اہلِ کتاب میں سے، یقیناً وہ بھی ہیں، جو ایمان لاتے ہیں، اللہ پر اور جو نازل کیا گیا تمہاری طرف اور جو نازل کیا گیا ان (اہلِ کتاب) کی طرف، ڈرتے ہیں وہ اللہ کے لیے، نہیں خریدتے وہ، اللہ کی آیات کو تھوڑی قیمت میں، یہی لوگ ہیں کہ ان کے لیے ان کا اجر ہے، ان کے رب کے پاس، بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے(١٩٩)(سورہ آلِ عمران)

تفسیر وتشریح

اس سے پہلی آیات میں اہلِ کتاب کی بعض بری خصلتوں اوران کے عذاب کا ذکر تھا۔

اب مذکورہ آیت میں ان اہلِ کتاب کی فضیلت اوران کی قدر ومنزلت کا ذکر ہے، جو اخلاص کے ساتھ ایمان لے آئے۔

چنانچہ مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ اسلام میں تنگ نظری کی گنجائش نہیں، اس میں داخل ہونے کے لئے سب لوگوں کے لئے راستہ کھلا ہے، اگر کوئی اہلِ کتاب ایسا ہو کہ وہ اللہ پر ہر حالت اور ہر زمانہ میں ایمان رکھے، یعنی قرآن مجید کے نازل ہونے سے پہلے نازل ہونے والی کتاب ''انجیل وغیرہ'' پر ایمان رکھتا ہو، اور پھر وہ قرآن مجید پر بھی ایمان لے آئے، جس سے اس کا مقصود اللہ کا دل میں ڈر اور خوف ہونا ہو، کوئی دنیا کی دوسری غرض اور دل میں نفاق نہ ہو، اور وہ اپنے عمل سے بھی اس کی درستگی ثابت کرے کہ وہ اللہ کے احکام کی دنیا کی تھوڑی سی قیمت کے بدلہ

میں خرید وفروخت نہ کرے، اللہ کے احکام کو ٹھیک ٹھیک طریقہ پر قبول اور بیان کرے، دنیا کے حقیر مال وجاہ کی خاطر کوئی ہیر پھیر کر کے قرآن مجید کے مضامین کو پہلی تحریف شدہ کتابوں کے موافق بنانے کا طرزِ عمل اختیار نہ کرے، جو بعض اہلِ کتاب کا تھا، تو اللہ ربِ جلیل کے پاس اس کا اجرِ عظیم ہے، اور اللہ بہت جلد سب حساب کرنے والا ہے، جس سے سب اندر اور باہر کا راز کھل جائے گا۔

اللہ کی آیات واحکام کی دنیا کے بدلہ میں خرید وفروخت کرنا، بہر حال ''ثمنِ قلیل'' اور بہت حقیر قیمت ہے، خواہ وہ ظاہر میں کتنی زیادہ کیوں نہ ہو، اس لئے اس کو بہر حال ''ثمنِ قلیل'' ہی کہا جائے گا۔

بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ آیت ملکِ حبشہ کے بادشاہ ''نجاشی'' کے بارے میں نازل ہوئی تھی، جن کے پاس مکہ مکرمہ سے کئی صحابہ ہجرت کر کے پہنچے تھے، اور نجاشی نے ان صحابہ کی نصرت کی تھی، اور وہ پہلے اہلِ کتاب تھے، بعد میں وہ اسلام لے آئے تھے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور آپ سے ملاقات کرنے سے پہلے حبشہ میں ہی ان کی وفات ہوگئی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ان کی نمازِ جنازہ پڑھی، جس پر بعض لوگوں کو شبہ ہوا کہ نجاشی تو مسلمان نہیں تھے، تو مذکورہ آیت نے ان کے مومن اور صالح ہونے کی گواہی دی۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ حِينَ نُعِيَ فَقِيلَ :يَا رَسولَ اللهِ تُصَلِّي عَلَى عَبْدٍ حَبَشِيٍّ؟ !فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَإِنَّ من أهل الكتاب لمن يؤمن بالله)(مسند البزار رقم الحديث،٦٥٥٦) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب نجاشی کی (ملکِ حبشہ میں) موت کی اطلاع ملی، تو آپ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی، اس پر عرض کیا گیا کہ کیا آپ حبشی شخص پر نماز پڑھ رہے ہیں؟ تو اللہ عز وجل نے (سورہ آلِ عمران کی) یہ آیت نازل فرمائی کہ:

---

[1] قال الهيثمي: رواه البزار، والطبراني في الأوسط، ورجال الطبراني ثقات(مجمع الزوائد،تحت رقم الحديث ٤٢٠١،باب الصلاة على الغائب)

وقال الالباني:قلت وهذا إسناد صحيح(سلسلة الاحاديث الصحيحة و شيء من فقهها ،رقم الحديث ٣٠٤٤)

www.idaraghufran.org

”وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ“

(مسند بزار)

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَـمَّـا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَاةُ النَّجَاشِيِّ قَالَ: اخْرُجُوا، فَصَلُّوا عَلَى أَخٍ لَكُمْ لَمْ تَرَوْهُ قَطُّ ، فَخَرَجْنَا، وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَفَّنَا خَلْفَهُ، فَصَلَّى وَصَلَّيْنَا، فَلَمَّا انْصَرَفْنَا قَالَ الْمُنَافِقُونَ: انْظُرُوا إِلَى هَذَا، خَرَجَ يُصَلِّي عَلَى عِلْجٍ نَصْرَانِيٍّ لَمْ يَرَهُ قَطُّ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ:”وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ لِلَّهِ لا يَشْتَرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا،إِلَى آخِرِ الْآيَةِ(المعجم الاوسط رقم الحديث ٤٦٦٥) [1]

ترجمہ: جب نبی علیہ السلام کو نجاشی کی موت کی خبر پہنچی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا ”(جنازہ گاہ کی طرف) نکلو اور اپنے اس بھائی پر نماز پڑھو جس کو تم نے کبھی نہیں دیکھا“ پس ہم نکلے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صفیں بنا لیں پس آپ نے اور ہم نے نماز پڑھی، پس جب ہم واپس لوٹے ،تو منافقوں نے کہا کہ ”اس شخص (یعنی نبی) کی طرف دیکھو،اس نے ایک نصرانی شخص پر نماز پڑھی، جس کو اس نے کبھی دیکھا بھی نہیں“ پس اس موقع پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

”وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا “ آخر آیت تک (طبرانی)

اس طرح کی اور بھی کئی روایات ہیں، جن میں سے بعض سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں، لیکن مجموعی طور پر معتبر ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، وفيه عبد الرحمن بن أبي الزناد، وهو ضعيف(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٥٢٠٣)

www.idaraghufran.org

نَزَلَ بِالنَّجَاشِيِّ عَدُوٌّ مِنْ أَرْضِهِمْ فَجَاءَهُ الْمُهَاجِرُونَ فَقَالُوا :إِنَّا نُحِبُّ أَنْ نَخْرُجَ إِلَيْهِمْ حَتَّى نُقَاتِلَ مَعَكَ، وَتَرَى جُرْأَتَنَا وَنَجْزِيكَ بِمَا صَنَعْتَ مَعَنَا .فَقَالَ " :لَا دَوَاءَ بِنُصْرَةِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ دَوَاءٍ بِنُصْرَةِ النَّاسِ .قَالَ: وَفِيهِ نَزَلَتْ ”وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ لِلَّهِ“(المستدرک للحاکم،رقم الحدیث ۳۱۷۵) [1]

ترجمہ:نجاشی کے پاس ان کے علاقہ میں ان کے دشمن آ گئے،تو مہاجرین(صحابہ) نے آ کر کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے ساتھ جا کر ہم بھی ان سے قتال کریں،اور آپ ہماری بہادری کا مشاہدہ کریں،اور آپ نے جو احسانات ہم پر کئے ہیں،ہم اس کا بدلہ چکائیں،تو نجاشی نے کہا کہ دواء کی ضرورت نہیں،اللہ کی نصرت کی دواء بندوں کی نصرت کی دواء سے بہتر ہے،اور نجاشی کے متعلق ہی سورہ آلِ عمران کی یہ آیت نازل ہوئی کہ:

”وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ“(حاکم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نجاشی کا نماز جنازہ پڑھنا کئی اسناد کے ساتھ ثابت ہے،جس کی بناء پر امام شافعی اور مشہور روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل اور ایک روایت کے مطابق جس کو متعدد مالکیہ نے اختیار کیا ہے امام مالک،غائبانہ نمازِ جنازہ کے جواز کے قائل ہیں۔

جبکہ امام ابوحنیفہ اور راجح قول کے مطابق،اور امام مالک اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل کے نزدیک میت کا غائبانہ نمازِ جنازہ جائز نہیں،جس کی تفصیل فقہی کتابوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے،لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ ایک فقہی واجتہادی مسئلہ ہے،جس میں ایک دوسرے پر نکیر کرنا درست نہیں۔

---

[1] قال الحاکم:
هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ .
وقال الذهبی فی التلخیص: صحیح.

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

کفار سے مصالحت ومسالمت کا حکم

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

صَالَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ: عَلٰى أَنَّ مَنْ أَتَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَدَّهُ إِلَيْهِمْ، وَمَنْ أَتَاهُمْ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَرُدُّوْهُ، وَعَلٰى أَنْ يَّدْخُلَهَا مِنْ قَابِلٍ وَيُقِيْمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ السَّيْفِ وَالْقَوْسِ وَنَحْوِهٖ (صحيح البخاری، رقم الحديث ٢٧٠٠، كتاب الصلح، باب الصلح مع المشركين)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین سے حدیبیہ کے دن تین چیزوں پر صلح کی، اس چیز پر کہ مشرکین کا جو آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے گا، اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف (صحیح وسالم) واپس لوٹا دیں گے، اور مسلمانوں کا جو آدمی ان مشرکین کے پاس آئے گا، تو وہ اس کو (مسلمانوں کی طرف) واپس نہیں لوٹائیں گے، اور اس چیز پر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ سال مکہ میں آئیں گے، اور مکہ میں تین دن قیام کریں گے، اور مکہ میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ ہتھیار، یعنی تلوار، تیر وغیرہ جلبان (یعنی اپنے میان اور ترکش) میں ہوں گے (باہر نہیں نکالیں گے) (بخاری)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشرکینِ مکہ کی طرف سے مصالحت میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ تمہارے یہاں ہمارے پاس سے جو بندہ آئے گا، ہم اس کو واپس نہیں لوٹائیں گے، اور تمہارے پاس ہمارے یہاں سے جو بندہ جائے گا، اس کو تم ہماری طرف واپس لوٹاؤ گے، جس پر صحابہ کو شکایت ہوئی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم جس مومن بندہ کو ان کے پاس سے واپس لوٹائیں گے، تو اللہ اس کے لئے کشادگی،

www.idaraghufran.org

اور نجات کا راستہ پیدا فرمائے گا۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ بوقتِ ضرورت و مصلحت کفار سے مصالحت اور معاہدہ کرنا جائز ہے، اور اس مصالحت میں اس وقت کے حالات و مصالح کے مطابق شرائط مقرر کی جاسکتی ہیں، جن میں جنگ بندی کی مصالحت بھی داخل ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکینِ مکہ سے اس وقت کے مصالح کے مطابق شرائط طے کی تھیں۔

پھر جب کفار سے مصالحت کر لی جائے، تو اس پر عمل کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر مشرکین سے جو مصالحت اور معاہدہ فرمایا تھا، اس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنین سے بیعت بھی کی تھی، جس کا ذکر قرآن مجید کی سورہ فتح میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے کہ:

إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ أَوْفٰى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا (سورة الفتح، رقم الآية ١٠)

ترجمہ: بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں، وہ بس بیعت کرتے ہیں اللہ سے، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے، پس جو اس کو توڑے گا، تو اس کو توڑنے کا وبال اسی پر ہوگا، اور جو اس عہد کو پورا کرے گا، جو اس نے اللہ سے کیا ہے، تو عنقریب اس کو اللہ اجرِ عظیم عطاء فرمائے گا (سورہ فتح)

---

[1] عن أنس؛أن قريشا صالحوا النبى صلى الله عليه وسلم .فيهم سهل بن عمرو .فقال النبى صلى الله عليه وسلم لعلى (اكتب بسم الله الرحمن الرحيم) .قال سهيل: أما باسم الله، فما ندرى ما بسم الله الرحمن الرحيم .ولكن اكتب ما نعرف: باسمك اللهم .فقال (اكتب من محمد رسول الله) قالوا: لو علمنا أنك رسول لاتبعناك .ولكن اكتب اسمك واسم أبيك. فقال النبى صلى الله عليه وسلم (اكتب من محمد بن عبد الله) فاشترطوا على النبى صلى الله عليه وسلم أن من جاء منكم لم نرده عليكم .ومن جائكم منا رددتموه علينا .فقالوا: يا رسول الله! أنكتب هذا؟ قال (نعم .إنه من ذهب منا إليهم، فأبعده الله .ومن جائنا منهم، سيجعل الله له فرجا ومخرجا)(صحيح مسلم،رقم الحديث ١٧٨٤ "٩٣" كتاب الجهاد والسير، باب صلح الحديبية فى الحديبية)(صحيح مسلم،رقم الحديث ١٧٨٤ "٩٣")

معلوم ہوا کہ کفار سے صلح اور معاہدہ کرنے کے بعد اس کو توڑنا باعثِ وبال ہے، اور اس کو پورا کرنا باعثِ اجروثواب ہے۔

کفارومشرکین سے مصالحت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

وَاِنۡ جَنَحُوۡا لِلسَّلۡمِ فَاجۡنَحۡ لَهَا وَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ اِنَّه هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ. وَاِنۡ يُّرِيۡدُوۡۤا اَنۡ يَّخۡدَعُوۡكَ فَاِنَّ حَسۡبَكَ اللّٰهُ،هُوَ الَّذِىۡۤ اَيَّدَكَ بِنَصۡرِهٖ وَبِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ (سورة الأنفال، رقم الآية ٦١، ٦٢)

ترجمہ: اور اگر وہ (کفار) صلح کی طرف جھکیں، تو آپ بھی صلح کی طرف جھک جائیے اور اللہ پر بھروسہ رکھیے، بلاشبہ وہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے، اور اگر دھوکہ کا ارادہ رکھتے ہوں وہ، تو تمہارے لیے اللہ کافی ہے، وہی ہے جس نے تائید کی تمہاری، اپنی نصرت سے، اور مومنوں سے (سورہ انفال)

معلوم ہوا کہ اگر محارب ومقاتل غیر مسلم، مسلمانوں سے صلح کے لئے آمادہ وتیار ہوں، تو ان سے صلح کر لینے کا اللہ کی طرف سے حکم ہے، اور صلح کے وقت اگر ان کی طرف سے دھوکہ دہی وغیرہ کا وسوسہ آئے، تو اللہ پر بھروسہ کرنا چاہئے، اور اس کے خلاف وسوسہ کو بروئے خاطر نہیں لانا چاہئے، بلکہ اگر یہ شبہ ہو کہ وہ ظاہر میں صلح کر رہے ہیں، اور دل سے صلح نہیں کر رہے، اور اس صلح سے مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں، تو ایسی صورت میں بھی صلح کر لینی چاہئے، کیونکہ ہم ظاہر کے مکلّف ہیں، کسی کے دل کے مکلّف نہیں، ایسی صورت میں ان کا دھوکہ مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتا، ایسی صورت میں ان کے لئے اللہ کافی ہوجائے گا۔

اور قرآن مجید کی سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِلَّا الَّذِيۡنَ عٰهَدۡتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ثُمَّ لَمۡ يَنۡقُصُوۡكُمۡ شَيۡـًٔـا وَّلَمۡ يُظَاهِرُوۡا عَلَيۡكُمۡ اَحَدًا فَاَتِمُّوۡۤا اِلَيۡهِمۡ عَهۡدَهُمۡ اِلٰى مُدَّتِهِمۡ، اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَّقِيۡنَ

(سورة التوبة، رقم الآية ٤)

ترجمہ: مگر وہ لوگ جن سے عہد کیا تم نے، مشرکوں میں سے، پھر انہوں نے تمہارے

ساتھ کوئی قصور نہیں کیا (یعنی عہد شکنی نہیں کی) اور تمہارے مقابلے میں کسی (دشمن) کی مدد نہیں کی ،سوان سے ان کا عہد ان کی مدت تک پورا کرو، بے شک اللہ محبت رکھتا ہے متقیوں سے (سورہ انفال)

معلوم ہوا کہ جن غیر مسلموں سے ایک مخصوص مدت کے لئے امن کا معاہدہ ہوجائے ،اور ان کی طرف سے اس معاہدہ کی خلاف ورزی نہ کی جائے ،اور نہ وہ مسلمانوں کے خلاف دوسرے دشمنوں کی مدد کریں ،تو مدت پورا ہونے تک ان سے عہد و معاہدہ کو پورا کرنا فرض ہے، اور یہ ان متقی لوگوں کی صفات میں سے ہے، جن سے اللہ محبت رکھتا ہے۔

اور قرآن مجید کی سورنساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلاً (سورةالنساء، رقم الآية ٩٠)

ترجمہ: پس اگر یہ لوگ تم سے کنارہ کشی اختیار کرلیں اور تم سے لڑائی نہ کریں اور تمہاری طرف صلح کا پیغام ڈالیں ،تو اللہ نے تمہارے لئے ان پر کوئی (لڑائی کا) راستہ نہیں رکھا (سورہ نساء)

معلوم ہوا کہ اگر غیر مسلم لوگ مسلمانوں سے صلح کا پیغام ڈالیں ،تو اس کو نہ صرف قبول کر لینے کا حکم ہے، بلکہ صلح کر لینے کے بعد ان سے لڑنے کی بھی اجازت نہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے ساتھ کئے ہوئے اس معاہدہ کی صبر کے ساتھ مکمل پاسداری فرمائی، حالانکہ یہ شرائط مسلمانوں کے خلاف بڑی سخت آزمائش والی اور مسلمانوں کے سراسر خلاف معلوم ہورہی تھیں۔

مخرمہ اور مروان بن حکم سے مروی لمبی حدیث میں ہے کہ اس معاہدہ کے بعد جب ابو جندل (جو اسلام لاچکے تھے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ،اور معاہدہ کے مطابق ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے پاس واپس لوٹانا چاہا،تو ابو جندل نے کہا کہ تم مجھے مشرکین کے پاس واپس بھیج رہے ہو،اور وہ مجھے دین کی وجہ سے تکالیف پہنچائیں گے،تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ:

يَا أَبَا جَنْدَلٍ اصْبِرْ وَاحْتَسِبْ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ جَاعِلٌ لَكَ وَلِمَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ فَرَجًا وَمَخْرَجًا، إِنَّا قَدْ عَقَدْنَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ صُلْحًا، فَأَعْطَيْنَاهُمْ عَلَى ذَلِكَ، وَأَعْطَوْنَا عَلَيْهِ عَهْدًا، وَإِنَّا لَنْ نَغْدِرَ بِهِمْ

(مسند احمد،رقم الحديث ١٨٩١٠)

ترجمہ: اے ابو جندل صبر کیجیے،اور اللہ سے ثواب کی امید رکھیے،پس بے شک اللہ عزوجل،آپ کے لئے،اور آپ کے کمزور ساتھیوں کے لئے،کشادگی اور نجات کا راستہ پیدا فرمائے گا،بے شک ہمارے اور قوم(یعنی مشرکین)کے درمیان صلح منعقد ہوچکی ہے،جس کے لئے ہم ان کو زبان دے چکے ہیں،اورانہوں نے اس کا ہم سے معاہدہ کرلیا ہے،اور بے شک ہم ہرگز بھی ان(مشرکین)کے ساتھ دھوکہ نہیں کریں گے(مسند احمد)

اور صحیح بخاری میں مخرمہ اور مروان بن حکم کی لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

قَالَ أَبُو جَنْدَلٍ :أَيْ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، أُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ جِئْتُ مُسْلِمًا، أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ لَقِيتُ؟ وَكَانَ قَدْ عُذِّبَ عَذَابًا شَدِيدًا فِي اللَّهِ، قَالَ :فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ :فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ :أَلَسْتَ نَبِيَّ اللَّهِ حَقًّا، قَالَ :بَلَى، قُلْتُ :أَلَسْنَا عَلَى الحَقِّ، وَعَدُوُّنَا عَلَى البَاطِلِ، قَالَ :بَلَى، قُلْتُ :فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا إِذًا؟ قَالَ :إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ، وَلَسْتُ أَعْصِيهِ، وَهُوَ نَاصِرِي(صحيح البخارى،رقم الحديث ٢٧٣١،كتاب الشروط،باب الشروط فى الجهاد الخ)

ترجمہ:ابوجندل نے کہا کہ اے مسلمانو!کیا مجھے مشرکوں کے پاس واپس بھیج دیا جائے گا،حالانکہ میں مسلمان ہو چکا ہوں،کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں نے اسلام کے لئے کیا کیا مصیبتیں اٹھائی ہیں،اورابوجندل کو اللہ کی راہ میں بہت سخت تکلیفیں دی گئی تھیں، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے رسول اللہ کے پاس آ کر

عرض کیا کہ کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں، میں نے عرض کیا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں، میں نے عرض کیا کہ پھر ہم اپنے دین میں کیوں نرمی برتیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا، اور وہی میرا ناصر ہے (بخاری)

اور احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے عہد ومعاہدہ کو توڑنا وبال کا باعث ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :خَمْسٌ بِخَمْسٍ، قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا خَمْسٌ بِخَمْسٍ؟ قَالَ :مَا نَقَضَ قَوْمٌ الْعَھْدَ إِلا سُلِّطَ عَلَیْھِمْ عَدُوُّھُمْ، وَمَا حَکَمُوْا بِغَیْرِ مَا أَنْزَلَ اللّٰہُ إِلَّا فَشَا فِیْھِمُ الْفَقْرُ، وَلا ظَھَرَتْ فِیْھِمُ الْفَاحِشَۃُ إِلَّا فَشَا فِیْھِمُ الْمَوْتُ، وَلا طَفَّفُوْا الْمِکْیَالَ إِلَّا مُنِعُوْا النَّبَاتَ وَأُخِذُوْا بِالسِّنِیْنَ، وَلا مَنَعُوْا الزَّکَاۃَ إِلَّا حُبِسَ عَنْھُمُ الْقَطْرُ (المعجم الکبیر للطبرانی،رقم الحدیث ۱۰۹۹۲، ج ۱۱ ص ۴۵) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، پانچ چیزیں، پانچ چیزوں کے بدلے میں آتی ہیں، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ وہ کونسی پانچ چیزیں ہیں، جو پانچ چیزوں کے بدلے میں آتی ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک تو یہ کہ جو لوگ بھی (باہم کیے ہوئے) عہد ومعاہدہ کو توڑتے ہیں، تو اس کے بدلے میں اُن پر، ان کے دشمنوں کو مسلط کردیا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جو لوگ بھی اللہ کے نازل کردہ حکموں کو توڑتے ہیں، تو اس کے بدلے میں، ان میں فقر وافلاس پھیل جاتا ہے۔ اور تیسرے یہ کہ جب بھی کسی قوم میں فحاشی وبے حیائی عام ہوجاتی ہے، تو اس کے بدلے میں اُن

---

[1] قال المنذری: رواہ الطبرانی فی الکبیر وسندہ قریب من الحسن ولہ شواھد. السنین جمع سنۃ وھی العام المقحط الذی لم تنبت الأرض فیہ شیئا سواء وقع قطر أو لم یقع (الترغیب والترھیب، تحت رقم الحدیث ۱۱۴۶، ج ۱ ص ۳۰۹، کتاب الصدقات الترغیب فی أداء الزکاۃ وتأکید وجوبھا)

www.idaraghufran.org

میں موت عام ہوجاتی ہے۔اور چوتھے یہ کہ جولوگ بھی ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، تو اس کے بدلے میں، یہ لوگ پیداوار کی کمی اور قحط سالی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور پانچویں یہ کہ جولوگ بھی زکاۃ کو روکتے ہیں (یعنی ٹھیک ٹھیک اداء نہیں کرتے) تو اس کے بدلے میں اُن سے بارش روک لی جاتی ہے (طبرانی)

اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَانَقَضَ قَوْمٌ الْعَھْدَ قَطُّ اِلَّا کَانَ الْقَتْلُ بَیْنَھُمْ وَلَا ظَھَرَتْ الْفَاحِشَۃُ فِیْ قَوْمٍ قَطُّ اِلَّا سَلَّطَ اللّٰہُ عَلَیْھِمُ الْمَوْتَ وَلَا مَنَعَ قَوْمٌ الزَّکَاۃَ اِلَّا حَبَسَ اللّٰہُ عَنْھُمُ الْقَطْرَ (مستدرک حاکم،رقم الحدیث ۲۵۷۷، ج۲ص۱۳۶، کتاب الجہاد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوقوم بھی کبھی عہد توڑتی ہے، تو اُن کے درمیان قتل عام ہوجاتا ہے، اور جب بھی کسی قوم میں فحاشی و بے حیائی عام ہوجاتی ہے، تو اللہ، اُن پر موت کو مسلط فرمادیتا ہے، اور جوقوم بھی زکاۃ کو روکتی ہے، تو اللہ اُن سے بارش کو روک لیتا ہے (حاکم)

حضرت سلیم بن عامر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

کَانَ مُعَاوِیَۃُ یَسِیْرُ بِأَرْضِ الرُّوْمِ، وَکَانَ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَہٗ أَمَدٌ، فَأَرَادَ أَنْ یَّدْنُوَ مِنْھُمْ، فَإِذَا انْقَضَی الْأَمَدُ غَزَاھُمْ، فَإِذَا شَیْخٌ عَلٰی دَابَّۃٍ یَقُوْلُ: اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، وَفَاءٌ لَا غَدْرٌ، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ کَانَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ قَوْمٍ عَھْدٌ، فَلَا یَحِلَّنَّ عُقْدَۃً وَلَا یَشُدَّھَا حَتّٰی یَنْقَضِیَ أَمَدُھَا، أَوْ یَنْبِذَ إِلَیْھِمْ عَلٰی سَوَاءٍ، فَبَلَغَ ذٰلِکَ مُعَاوِیَۃَ فَرَجَعَ، وَإِذَا الشَّیْخُ عَمْرُو بْنُ عَبَسَۃَ (مسند أحمد، رقم الحدیث ۱۷۰۱۵) [2]

---

[1] قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ "
وقال الذھبی: علی شرط مسلم.

[2] قال شعیب الارنؤوط:حدیث صحیح بشاھدہ(حاشیۃ مسند احمد)

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ روم کے علاقہ میں سفر کررہے تھے اور روم والوں کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک مدت تک (جنگ وقتال نہ کرنے کا) عہد ومعاہدہ تھا، تو حضرت معاویہ نے یہ چاہا کہ وہ روم والے لوگوں کے قریب پہنچ جائیں، پھر جونہی (عہد ومعاہدہ کی) مدت ختم ہوتو فوراًان سے جنگ کریں (اور دشمنوں کو یہ بات معلوم نہ ہو کہ وہ اتنے قریب اور ہمارے سر پر موجود ہیں) اسی دوران ایک سواری پر ایک بزرگ یہ کہتے ہوئے آئے کہ اللہ اکبر، اللہ اکبر، عہد پورا کرنا چاہیے، دھوکہ نہیں دینا چاہیے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا کسی قوم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہوتو وہ اس معاہدہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے نہ تو اس معاہدہ کو توڑے اور نہ اس کو بدلے، یا ان کی طرف پیغام بھیج کر (کہ تمہاری طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی ہوچکی ہے) برابری کی سطح پر معاملہ کرے، یہ بات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (اپنے لشکر کو لے کر) واپس لوٹ گئے، اور وہ بزرگ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے (مسند احمد، ترمذی)

محدثین نے فرمایا کہ جب دشمنوں اور کافروں سے ایک خاص مدت تک جنگ بندی اور قتل وقتال اور جہاد نہ کرنے کا معاہدہ ہوجائے، تو جنگ بندی کے معاہدے میں اتنی مدت بھی شامل ہوتی ہے کہ جتنی مدت میں سفر کرکے ان تک پہنچا جاسکے۔

لہٰذا جنگ بندی کے معاہدہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے جنگ کے لئے چلنا بھی جائز نہیں، البتہ اگر دشمنوں کی طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی ظاہر ہو، تو ان کو معاہدہ وصلح ختم ہوجانے کی اطلاع دے کر ہی جنگ کرنے کی اجازت ہے، اس سے پہلے نہیں۔

دینِ اسلام کی مذکورہ تعلیمات انتہائی عدل وانصاف پر مبنی ہیں، جن پر عمل پیرا ہوکر ہی مسلمان، دنیا وآخرت میں کامیاب ہوسکتے ہیں، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مشرکین کے ساتھ کی گئی مصالحت، بعد میں پرامن طریقہ سے مکہ کی فتح کا باعث بنی، جس کا احادیث میں ذکر آیا ہے۔

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

غیر منصوص کشف وکرامات کی تصدیق کا حکم

(15-رمضان-1446ھ)

آج کل قرآن وسنت کے مقابلہ میں بزرگوں کی طرف منسوب بعض واقعات، بالخصوص کشف وکرامات پر مشتمل واقعات میں بڑی افراط وتفریط لازم آ رہی ہے۔

جیسا کہ شیخ احمد رفاعی کے بارے میں یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر پہنچے، تو قبر مبارک سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک برآمد ہوا، جس کو انہوں نے بوسہ دیا، اور وہاں پر موجود لاکھوں لوگوں نے اس کا مشاہدہ کیا۔

اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں ایک بات یہ مروی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو کسی شخص کے وضو کا پانی دیکھ کر یہ کشف ہوجاتا تھا کہ یہ زانی ہے، یا شرابی ہے، وغیرہ۔

اور اسی طرح ایک بات یہ مروی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے لگاتار چالیس سال تک ایک وضو سے عشاء اور فجر کی نماز اداء فرمائی۔

اور بھی اس طرح کے کئی واقعات بعض بزرگوں کے بارے میں منقول ہیں، جن میں سے بعض واقعات تو معتبر سند کے ساتھ ثابت نہیں، اور جو ثابت ہیں، ان پر ہر مسلمان کو ایمان لانے اور یقین کرنے کا مکلّف قرار دینا درست نہیں، البتہ جس کو اطمینان ہو، وہ اپنے گمان میں معتبر سمجھے، تو وہ اس کا معاملہ ہے، بشرطیکہ وہ قرآن وسنت اور مجمع علیہ کسی حکم کی خلاف ورزی کا مرتکب نہ ہو، اور جو شخص ان معتبر نہ سمجھے، یا وہ اس قسم کے واقعات کو حجت نہ سمجھے، اور وہ ان کی تصدیق نہ کرے، وہ بھی قابلِ ملامت نہیں۔

آج کل بعض لوگ اس طرح کے واقعات کے ثبوت پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں، اور بعض لوگ

اس طرح کے واقعات کا انکار کرتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ مومن پر اس طرح کے غیر منصوص اور کشف وکرامات پر مشتمل واقعات کی نہ تو تصدیق کرنا واجب ہے، اور نہ ہی ان کو قرآن وسنت کی طرح حجت سمجھنا، درست ہے۔

اور اسی بنیاد پر غیر منصوص اسرائیلی روایات، اور واقعات کی تصدیق بھی واجب نہیں، اگرچہ ان کو بیان کرنا، فی نفسہ جائز کیوں نہ ہو، جبکہ وہ قرآن وسنت کے برخلاف نہ ہوں۔

علامہ ابنِ تیمیہ فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الشاذلی :قَدْ ضُمِنَتْ لَنَا الْعِصْمَةُ فِيمَا جَاءَ بِهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَلَمْ تُضْمَنْ لَنَا الْعِصْمَةُ فِي الْكُشُوفِ وَالْإِلْهَامِ (مجموع الفتاویٰ،لابنِ تیمیة، ج ۲،ص ۲۲٦)

ترجمہ: ابوالحسن شاذلی نے فرمایا کہ کتاب وسنت، جس چیز کو لایا ہے، اس میں تو ہمارے لئے عصمت کی ضمانت دی گئی ہے، لیکن ہمارے لئے کشف اور الہام میں عصمت کی ضمانت نہیں دی گئی (مجموع فتاویٰ ابنِ تیمیہ)

یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ بعض چیزوں کا اصولی طور پر قرآن وسنت سے ثبوت ملتا ہے، جیسا کہ کرامات کا، لیکن اس کے لئے کسی جزوی غیر منصوص واقعہ کی تصدیق لازم نہیں۔

بعض لوگ جب کسی کشف وکرامت پر مشتمل جزوی غیر منصوص واقعہ کا ذکر کرتے ہیں، تو اس کو دوسروں پر حجت بھی سمجھتے ہیں، اور جو شخص اس واقعہ کی تصدیق نہ کرے، تو اسے اولیائے کرام، اور ان کی کرامات کے ثبوت کا منکر قرار دینے لگتے ہیں، جو کہ درست نہیں، اسی کے ساتھ یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ خواہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا معاملہ ہو، یا شیخ احمد رفاعی وغیرہ جیسے بزرگوں کا معاملہ ہو، ان کی بزرگیت اور شرافت وکرامت اور ان کا مقام ومرتبہ اس طرح کے واقعات کے ثبوت وتصدیق پر موقوف نہیں کہ یہ سمجھا جائے کہ جو شخص اس طرح کے واقعات کی تصدیق نہ کرے، تو اس کی وجہ سے مذکورہ بزرگوں کے درجہ اور ان کی قدر ومنزلت میں کوئی کمی واقع ہو جائے گی۔

بعض محققین نے شیخ احمد رفاعی کے مذکورہ واقعہ کے معتبر سند سے ثابت نہ ہونے کا حکم لگایا ہے۔

اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مستعمل پانی کو دیکھ کر گناہوں کے کشف ہو جانے کی بات کا بعض علماء

نے ذکر کیا ہے، لیکن ہمیں یہ واقعہ معتبر سند کے ساتھ دستیاب نہ ہوسکا، جبکہ حنفیہ کے نزدیک مستعمل پانی کا پاک ہونا راجح ہے، اور اس کے ناپاک ہونے کی روایت شاذ اور مرجوح ہے، اور کشف، اصولِ فقہ سے تعلق نہیں رکھتا، اس لئے وہ حجت نہیں، اسی لئے فقہائے حنفیہ نے مستعمل پانی کے حکم کو بیان کرتے ہوئے، اس کشف کا ذکر نہیں کیا۔

اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے چالیس سال تک ایک وضو سے عشاء و فجر کی نماز پڑھنے، اور ایک رکعت میں پورا قرآن مجید پڑھنے، اور وفات واقع ہونے والی جگہ میں ستر ہزار مرتبہ قرآن پڑھنے کو روایت کیا ہے (ملاحظہ ہو: تاریخ بغداد، للخطیب البغدادی، ج ۱۳، ص ۳۵۳، باب النون، ذکر من اسمہ النعمان)

اور اس طرح کی حالت کا واقع ہونا ناممکنات میں سے نہیں، تاہم یہ ممکن ہے کہ ایک وضو سے عشاء و فجر پڑھنا اکثری حالات پر محمول ہو، کیونکہ وضو کا ٹوٹنا غیر اختیاری عمل ہے، جو باعثِ گناہ نہیں، ورنہ اس روایت کا مطلب یہ ہوگا چالیس سال تک عشاء اور فجر کو ایک وضو سے پڑھا کرتے تھے، اور عشاء اور فجر کی نماز کے درمیان حدثِ اکبر اور حدثِ اصغر، یعنی وضو فاسد، اور غسل واجب کرنے والا کوئی عمل، نیند، قضائے حاجت، خروجِ ریاح، اور حقِ زوجیت اور احتلام وغیرہ، کچھ بھی لاحق نہیں ہوتا تھا۔

جبکہ ایک روایت میں امام ابوحنیفہ کے تیس سال تک روزہ رکھتے رہنے اور چالیس سال تک رات کو بستر پر نہ لیٹنے کا ذکر ہے، اور ایک روایت میں پینتالیس سال تک پانچ نمازیں ایک وضو سے پڑھنے، اور رات میں دو رکعت کے اندر پورا قرآن مجید پڑھنے کا بھی ذکر ہے۔

(ملاحظہ ہو: تاریخ بغداد، للخطیب البغدادی، ج ۱۳، ص ۳۵۳، باب النون، ذکر من اسمہ النعمان)

اس روایت کا مطلب یہ ہوگا کہ فجر کے وضو سے لے کر عشاء تک پانچوں نمازیں پڑھا کرتے تھے، اور اس درمیان میں کوئی وضو فاسد اور غسل واجب کرنے والا عمل نہیں پایا جاتا تھا۔

اور یہ بات بشری تقاضوں کے پیشِ نظر ممکن نہیں کہ چالیس سال تک پورے دن اور پوری رات کسی بھی وقت نہ تو نیند اور قضائے حاجت، اور خروجِ ریاح، اور وجوبِ غسل کی حاجت لاحق ہو، اور نہ ہی چوبیس گھنٹوں میں وضو کیا جائے، الا یہ کہ دونوں روایتوں کو دو الگ الگ زمانوں پر محمول کیا جائے۔

﴿بقیہ صفحہ ۵۱ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

علم کے مینار (امت کے علماء وفقہاء: قسط52) مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (تیسواں حصہ)

(13)......علامہ تقی الدین محمد ابنِ دقیقُ العید رحمہ اللہ

''علامہ تقی الدین محمد ابن دقیق العید رحمہ اللہ'' جن کا پورا نام ''محمد بن علی بن وهب بن مطيع، أبو الفتح، تقی الدين القشيری'' ہے، صحابی رسول حضرت بہز بن حکیم القشیری کی اولاد میں سے ہیں، فقہ مالکی اور پھر فقہ شافعی کے جلیل القدر علماء وفقہاء میں سے ہیں، مجتہدانہ شان کے مالک، ''جامع الفقه المالكی والشافعی'' (یعنی فقہ مالکی وشافعی کو جمع کرنے والے) ساتویں صدی ہجری کے ممتاز علماء میں شمار ہوتے ہیں۔

القابات ''تقی الدين، ابن القاضی، ابنِ دقيق العيد'' ہیں، البتہ ''ابنِ دقيق العيد'' کے لقب سے زیادہ جانے گئے، جوکہ آپ کے والد ''ابو الحسن علی بن وهب'' (متوفی: 667ھ) اور آپ کے دادا دونوں کا لقب تھا، جبکہ آپ کی والدہ ''شيخ الصالح تقی الدين مظفر بن عبد الله المقترح'' کی بیٹی تھیں، اور اس طرح آپ ددھیال ونھیال کی طرف سے نجیب الطرفین تھے۔

ولادت وتحصیل علم

علامہ ابنِ دقیق العید رحمہ اللہ کی ولادت 15 شعبان 625ھ ہفتہ کے دن بحیرہ احمر کے ایک ساحلی مقام ''ینبع'' (موجودہ Yanbu) کے قریب دوران سفر ہوئی، جب آپ کے والدین قوص (Qus) سے حجاز، حج کی ادائیگی کے لیے مکہ پہنچنے والے تھے، چنانچہ آپ کے والد جب مکہ پہنچے، تو انہوں نے سب سے پہلے اپنے نومولود بیٹے کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر بیت اللہ کا طواف کیا، اور اولاد کے لیے دعائیں کی۔

آپ کے والد مصر کے شہر قوص (Qus) کے رہائش پذیر تھے، اس لیے آپ کی نشو ونما قوص میں ہوئی، تعلیم کی ابتداء قرآن مجید فرقان حمید سے کی، اور پھر قوص شہر میں ہی اپنے والد اور دیگر مالکی و شافعی علماء سے فقہ وحدیث کی سماعت کی، آپ کے والد چونکہ مالکی المذہب تھے، اس لیے ابتداءً فقہ مالکی کے امام کہلائے، لیکن بعد میں فقہ شافعی کی ہمنوائی اختیار کی، اور پھر شافعی کہلائے، یہاں تک کہ فقہ شافعی میں مجتہدانہ مقام حاصل کیا، تاہم آپ کی تالیف کردہ کتب وتصانیف سے واضح ہوتا ہے کہ آپ مجتہدِ مطلق کے مقام پر فائز تھے، اور فقہ مالکی وشافعی دونوں مسالک و مذاہب میں گہری دسترس رکھتے تھے، چنانچہ بعض اوقات آپ دونوں فقہی مسالک کے دلائل کا موازنہ کرتے، اور پھر راجح قول کو اپناتے، جس میں آپ کا مزاج اعتدال پر مبنی تھا، تعصب، شدت پسندی اور فقہی جمود وخمود سے بالاتر تھے، اسی لیے دونوں مسالک کے جامع (جمع کرنے والے) کہلائے۔

آپ کے اساتذہ وتلامذہ کی ایک طویل فہرست کتب میں موجود ہے، جس میں وقت کے کبار علماء وفقہاء شامل ہیں، چنانچہ ابتدائی تعلیم قوص سے حاصل کرنے کے بعد آپ نے قاہرہ، اسکندریہ، دمشق، بلادِ شام اور حجاز کے علمائے حدیث سے مزید علم حاصل کیا، جن میں شیخ الاسلام عز بن عبدالسلام (متوفی: 660ھ) عبدالوہاب بن حسن الدمشقی، شیخ الحافظ عبدالعظیم المنذری (متوفی: 656ھ) محمد بن عبدالسلام، ابوالحسن بن فقیر، ابن الرواج، شیخ شرف الدین محمد بن ابی الفضل المرسی شامل ہیں، جن سے حدیث، فقہ، قرائت اور عربی زبان میں عبور حاصل کیا، اور اس پر مزید یہ کہ علامہ ابنِ دقیق العید تاریخِ اسلام کی ان چند شخصیات میں بھی شامل ہیں کہ جنھوں نے اپنی والدہ سے بھی سماعِ حدیث کیا، جس کی وجہ سے انہیں علمِ فقہ اور علمِ حدیث میں ایسی بصیرت حاصل ہوئی، جو اس زمانہ میں بہت کم لوگوں کو حاصل تھی۔

وقت کے امام وقاضی

ابنِ دقیق اپنے کے زمانے کے بزرگ اور جید عالم تھے، جس کی بناء عوام وخواص کے علاوہ حکمران اور سلاطین بھی، ان کا بے حد احترام کیا کرتے تھے، ایک مدت تک اپنے آبائی شہر قوص میں فقہ مالکی کے قاضی رہے، لیکن جب قاہرہ تشریف لے گئے، تو کچھ عرصہ کے لیے شافعی قاضی القضاۃ

(Chief Justice) کے عہدہ پر مقرر کیے گئے، اس عہدے پر کئی سال تک فائز رہے، اور اس دوران آپ نے متعدد اصلاحی اقدامات کیے، جس سے مصر میں نفاذِ قانون کا عمل بہتر ہوا۔

چنانچہ تقی الدین محمد بن دقیق العید رحمہ اللہ کے حالاتِ زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس منصب کو دلی طور پر پسند نہیں کرتے تھے، عہدہ کی باریکیوں اور ذمہ داریوں کو لے کر غمگین ہوا کرتے تھے، کئی مرتبہ اس بناء پر عہدہ قضاء سے علیحدگی اختیار کی، جس کے بعد آپ کو دوبارہ اس عہدہ پر منت وسماجت اور اصرار کر کے مامور کیا جاتا، اور دوبارہ اسی شرط پر راضی ہوتے کہ جس میں امیر کی طرف سے انہیں انصاف کے معاملات میں آزادانہ اختیار دینے کی قسم کھائی جاتی، چاہے اس میں امیر کے خاندان اور عدالت کے ارکان کے خلاف قانونی کارروائی بھی شامل ہو۔ [1]

آپ لگ بھگ آٹھ (8) سال تک مصر میں قاضی القضاۃ (Chief Justice) کے عہدہ پر فائز رہے، اور اس دوران جو واقعات وقضیہ جات پیش آئے، وہ انتہائی دلچسپ اور سبق آموز ہیں، جو پڑھنے لائق ہیں، جن سے آپ کی حق گوئی، عدل وانصاف کے نفاذ اور دینی وعلمی شان اور حاضر دماغی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے، جن کا تفصیلی ذکر کتبِ تاریخ میں موجود ہے۔

(جاری ہے......)

---

[1] چنانچہ منقول ہے کہ آپ حق کے معاملے میں بہت سخت مزاج تھے، اپنے فیصلوں میں محتاط، مدعی اور گواہوں کے ساتھ شائستگی برتنے کے حوالے سے جانے جاتے تھے، لوگوں کو شہادت دیتے وقت سخت کلام کرنے اور خصومت کرنے کو ناپسند کرتے تھے، ان کو شہادت دینے کے آداب سکھاتے، لیکن امیر کے ارد گرد رہنے والوں کے لیے سخت تھے، ان کے غیر قانونی کاموں میں مداخلت کرنے کی درخواست سے انکار کرتے تھے۔ اگر ان کی عدالت میں کوئی حکومتی معاملہ آتا، تو اس کی خوب اچھی طرح چھان بین کرتے، اور کوئی رعایت نہ برتتے، اور اگر فیصلہ سناتے وقت آپ کو حکومت یا ان کے کسی کارندے کے حق میں فیصلہ دینے کے لیے مجبور کیا جاتا، تو آپ فوراً اس عہدے سے الگ ہو جاتے، جس کے بعد کافی منت وسماجت کر کے اور مکمل اختیار آپ کے ہاتھ میں دے کر، آپ کو دوبارہ عہدۂ قضاء سنبھالنے کے لیے آمادہ کیا جاتا ہے۔

چنانچہ منقول ہے کہ کسی جنگی تیاری اور پیش قدمی کے لیے عوام سے ٹیکس وصول کرنے کی تجویز کو آپ نے مسترد کیا، اور عوام سے ٹیکس وصول کرنے کے بجائے، اس زمانے کے سلاطین وعلماء اور ان کی بیگمات سے ٹیکس وصول کرنے کا حکم دیا، کیونکہ ان کے زمانہ کے امراء و سلاطین خوشحال اور وافر مقدار میں سونا چاندی، ہیرے وجواہرات رکھتے تھے، اور فرماتے کہ ''اب تو صورتِ حال یہ ہے کہ ہمارے زمانے کے امراء استنجاء کرنے کے لیے جو لوٹے استعمال کرتے ہیں، وہ چاندی سے مرصع ہوتے ہیں، اور حکمرانوں کی بیگمات کی جوتیاں سونے چاندی، ہیرے جواہرات سے مرصع ہوتی ہیں، جبکہ حکومت کے خزانے میں اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہے، اس لیے اب رعایا سے مزید ٹیکس وصول کرنے کے بجائے، حکومتی خزانے سے افواج کے اخراجات پورے کیے جائیں، یہ کہہ کر علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ حکومتی نمائندوں کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط 102) مولانا محمد ریحان

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں نئی ریاستی اصلاحات (قسط 8)

غیر مسلم شہریوں کی آزادی مذہب اور تبلیغ واشاعتِ مذہب کی شرائط اور حدود کا فقہاء نے ذکر کیا ہے، اور بطورِ مستدل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غیر مسلموں سے صلح کی شرائط کو ذکر کرکے ان سے استدلال کیا ہے، پہلا اثر تو گزشتہ قسط میں گزر چکا۔

دوسرے اثر میں بھی اسی مضمون کا ذکر ہے جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن غنم نے فرمایا کہ:

میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے لیے اس وقت لکھا جب انہوں نے اہل شام سے صلح کی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ تحریر اللہ کے بندے عمر امیر المومنین کی طرف سے فلاں فلاں شہر کے عیسائیوں کے لیے ہے۔ جب آپ ہمارے پاس آئے تو ہم نے اپنی جانوں، اپنی اولاد، اپنے مال اور اپنی قوم کے لیے آپ سے امان طلب کی۔ اور ہم نے آپ سے اپنے اوپر یہ شرائط عائد کیں کہ ہم اپنے شہر میں اور اس کے آس پاس کوئی نیا گرجہ، کلیسا، خانقاہ یا راہب کا صومعہ نہیں بنائیں گے۔ ہم ان میں سے کسی کی مرمت نہیں کریں گے جو خراب ہو چکا ہو۔ ہم ان میں سے کسی کو دوبارہ نہیں بنائیں گے جو مسلمانوں کی زمینوں میں واقع ہو۔ ہم اپنے گرجوں کو مسلمانوں کے لیے دن رات کھلا رکھیں گے تاکہ وہ ان میں ٹھہر سکیں۔ ہم ان کے دروازے مسافروں اور راہگیروں کے لیے کشادہ رکھیں گے۔ ہم مسلمانوں میں سے جو ہمارے پاس سے گزرے گا اس کی تین دن تک میزبانی کریں گے اور اسے کھانا کھلائیں گے۔ ہم اپنے گرجوں اور گھروں میں کسی جاسوس کو پناہ نہیں دیں گے۔ ہم مسلمانوں سے کوئی دھوکا نہیں کریں گے۔ ہم اپنی اولاد کو قرآن نہیں پڑھائیں گے۔ ہم شرک کو ظاہر نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی کو اس کی دعوت دیں گے۔ ہم اپنے کسی رشتہ دار کو اسلام میں داخل ہونے سے نہیں روکیں گے اگر وہ اسلام قبول کرنا چاہے۔ ہم مسلمانوں کی عزت

www.idaraghufran.org

کریں گے۔اگر وہ بیٹھنا چاہیں تو ہم اپنی مجالس سے ان کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ہم لباس میں ان سے مشابہت اختیار نہیں کریں گے، نہ ٹوپی میں، نہ عمامہ میں، نہ جوتوں میں اور نہ بالوں کے انداز میں۔ہم ان کی زبان میں بات نہیں کریں گے۔ہم ان کے ناموں سے اپنے آپ کو نہیں پکاریں گے۔ہم زین پر سوار نہیں ہوں گے۔ہم تلواریں نہیں لٹکائیں گے۔ہم کوئی ہتھیار نہیں رکھیں گے اور نہ ہی اسے اپنے ساتھ لے کر چلیں گے۔ہم اپنی انگوٹھیوں پر عربی میں نقش نہیں کروائیں گے ۔ہم شراب نہیں بیچیں گے۔ہم اپنے سر کے اگلے حصے کے بال کٹوائیں گے۔ہم ہر جگہ اپنے مخصوص لباس میں رہیں گے۔ہم اپنی کمروں پر زنار باندھیں گے۔ہم اپنی صلیبوں اور کتابوں کو مسلمانوں کے راستوں اور بازاروں میں ظاہر نہیں کریں گے۔ہم اپنے گرجوں پر صلیب ظاہر نہیں کریں گے ۔ہم مسلمانوں کی موجودگی میں اپنے گرجوں میں گھنٹیاں نہیں بجائیں گے۔ہم اپنے جلوس نہیں نکالیں گے۔ہم اپنے مردوں کے ساتھ اپنی آوازیں بلند نہیں کریں گے۔ہم مسلمانوں کے راستوں میں ان کے ساتھ آگ نہیں جلائیں گے۔ہم اپنے مردوں کو ان سے آگے نہیں لے جائیں گے۔ہم ایسے غلام نہیں بنائیں گے جن پر مسلمانوں کا حق ہو۔ہم مسلمانوں کی رہنمائی کریں گے اور ان کے گھروں میں جھانک کر نہیں دیکھیں گے۔جب میں یہ تحریر لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے اس میں یہ اضافہ کیا کہ ہم کسی مسلمان کو نہیں ماریں گے۔ہم نے یہ شرائط اپنے اوپر اور اپنی قوم پر عائد کیں اور ان سے امان قبول کی۔اگر ہم ان شرائط میں سے کسی کی خلاف ورزی کریں گے جو ہم نے آپ سے کی ہیں تو ہمارا کوئی عہد نہیں رہے گا اور آپ کے لیے وہ سب جائز ہوگا جو سرکشوں اور بدبختوں کے ساتھ جائز ہوتا ہے۔ [1]

مذکورہ دونوں روایتوں کی سند میں تمام راوی ثقہ ہیں، سوائے یحیٰ بن عقبہ کے جو کہ دونوں روایتوں کی سند میں موجود ہیں۔یحیٰ بن عقبہ پر ائمہ جرح وتعدیل نے سخت نکیر کی ہے، یہاں تک کہ ابو حاتم رازی نے آپ کے بارے میں ''متروک الحدیث'' تک کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔اسی طرح یحیٰ بن معین نے ''لیس بشیء اور لیس بثقة'' کے الفاظ سے یحیٰ بن عقبہ کو موسوم کیا ہے۔امام نسائی

[1] بیہقی، علی بن موسیٰ، السنن الکبریٰ (دار الکتب العلمیة، بیروت لبنات، الطبعة الثالثة 2003ء) رقم الحدیث 18717

نے بھی آپ کو"لیس بثقۃ" قرار دیا ہے۔ [1]

ایک اور روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس مضمون کی مروی ہے، جس میں مسلمانوں کے شہر میں غیر مسلموں کے مذہب کی اشاعت، تبلیغ اور اظہار کی ممانعت کا ذکر ہے۔ چنانچہ حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ:

سئل بن عباس هل للمشركين أن يتخذوا الكنائس في أرض العرب فقال بن عباس أما ما مصر المسلمون فلا ترفع فيه كنيسة ولا بيعة ولا بيت نار ولا صليب ولا ينفخ فيه بوق ولا يضرب فيه ناقوس ولا يدخل فيه خمر ولا خنزير وما كان من أرض صولحت صلحا فعلى المسلمين أن يفوا لهم بصلحهم قال تفسيرما مصر المسلمون ما كانت من أرض العرب أو أخذت من أرض المشركين عنوة(صنعانی،ابو بكر الرزاق،مصنف عبد الرزاق(المكتب الإسلامي بيروت،الطبعة الثانية 1403ه)رقم الحديث 10002)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کیا مشرکین کے لیے ارضِ عرب میں گرجے بنانا جائز ہے؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جو شہر مسلمانوں کی تحویل میں آچکا ہو، تو، وہاں نہ کوئی گرجہ بنایا جائے گا، نہ کوئی کلیسا، نہ آتش کدہ، نہ صلیب ظاہر کی جائے گی، نہ بگل بجایا جائے گا، نہ ناقوس بجایا جائے گا، نہ شراب لائی جائے گی اور نہ ہی خنزیر۔ اور جو زمین صلح کے ذریعے فتح ہوئی ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان کے ساتھ کیے گئے صلح کے عہد کو پورا کریں۔ اور"جو شہر مسلمانوں کی تحویل میں آچکا ہو" کی تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد وہ زمین ہے جو ارضِ عرب میں ہو یا غیر مسلموں سے جنگ کے ذریعے فتح کی گئی ہو۔

مذکورہ روایت کی سند میں ایک راوی شیخ مدینہ کے نام سے ہیں، جن کا نام حنش ابو علی ہے۔ ان تبع تابعین میں سے ہیں، جنہوں نے صغار تابعین کا زمانہ پایا ہے۔ تاہم اس کے باوجود محدثین نے انہیں"متروک الحدیث" قرار دیا ہے۔ امام بخاری نے تو ان کے بارے میں یہاں تک کہا ہے کہ ان سے مروی احادیث کو لکھا تک نہیں جائے گا۔ [2]

---

[1] ابن عدی،ابو احمد،الكامل في ضعفاء الرجال ،رقم الراوی 2120، عسقلانی،ابن حجر،لسان الميزان(دار البشائر الإسلامية،الطبعة الاولىٰ 2002ء)رقم الراوی 8502

[2] الحسين ابن قيس الرحبي أبو علي الواسطي لقبه حنش بفتح المهملة والنون ثم معجمة متروك من السادسة(عسقلانی،ابن حجر،تقريب التهذيب،رقم الراوی 1342)

www.idaraghufran.org

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

احمد کا بکرا

احمد ایک چھ سال کا خوش مزاج، ہنس مکھ اور جانوروں کا شوقین بچہ تھا۔ بقرہ عید قریب آ رہی تھی اور پورے ملک کے ساتھ ساتھ اس کے محلے میں بھی ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ ہر طرف بکرے، گائیں، اور اونٹ نظر آ رہے تھے۔ احمد روز شام کو اپنے ابو کے ساتھ بازار جاتا اور بکرے دیکھ کر خوشی سے چھلانگیں مارتا۔

آخر کار ایک دن احمد کے ابو ایک خوبصورت سفید اور کالا بکرا لے آئے۔ احمد نے اس کا نام "موٹو" رکھ دیا۔ احمد دن بھر موٹو کو گھاس اور چارا کھلاتا، اس کو پانی پلاتا، اس کو باہر نکال کر گھماتا پھراتا اور اس کے ساتھ کھیلتا۔ کبھی اس کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈال دیتا، کبھی اس کو مہندی لگوانے کی ضد کرتا۔ امی قربانی کی تیاریوں میں مصروف تھیں۔ گھر میں صفائیاں ہو رہی تھیں، نئے کپڑے سلے جا رہے تھے اور مہمانوں کے لیے میٹھے پکوان بننے لگے تھے۔

احمد بھی اپنے چھوٹے ہاتھوں سے امی کی مدد کرنے کی کوشش کرتا۔ کبھی پلیٹیں صاف کرتا، کبھی دادا کے ساتھ گوشت رکھنے کی ٹوکریاں سجاتا۔ عید والے دن احمد صبح جلدی اٹھ گیا۔ صبح اٹھ کر اس نے فجر کی نماز ادا کی، پھر وہ گھر آیا اور نہایا، نئے کپڑے پہنے اور موٹو کو بھی سنوارا، موٹو کو عید کے دن اس نے خوب چارا کھلایا، اس کو پانی پلایا، اور اس کو گلے لگا کر اس سے باتیں کرنے لگا۔ لیکن جیسے ہی قصائی آیا، احمد کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ موٹو کو قربان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ابو نے احمد کو گود میں اٹھایا اور نرمی سے سمجھا "بیٹا، یہ قربانی صرف بکرا دینے کا نام نہیں، بلکہ اللہ کے حکم کی تعمیل کا جذبہ ہے۔ ہم اس کا گوشت غریبوں میں بانٹیں گے تا کہ سب خوشی منا سکیں۔" احمد نے آہستہ سے سر ہلایا اور موٹو کے گلے کو چوما۔ وہ جان گیا تھا کہ اصل خوشی اللہ کے لیے قربانی دینے میں ہے۔ عید کے دن احمد نے دل کھول کر گوشت کے پیکٹ تقسیم کیے، بچوں کو عیدی دی اور خود بھی قربانی کا گوشت کھایا۔ اب وہ بڑا ہو چکا تھا دل سے۔

www.idaraghufran.org

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب: قسط91) مفتی طلحہ مدثر

زیب وزینت میں خواتین کے اختیارات(حصہ9)

معزز خواتین! لباس کے کچھ اصول ایسے ہوتے ہیں، جن کا تعلق لباس کی ظاہری کیفیت اور حالت سے ہوتا ہے، مثلاً لباس کی ساخت، موٹائی، ستر کوڈھانپنا وغیرہ، لیکن لباس کے کچھ اصول ایسے ہیں جن کا لباس کے ظاہری حالت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، بلکہ اس کا تعلق لباس پہنتے وقت دل کی نیت اور ارادے سے ہوتا ہے، اگر نیت درست کر لی جائے، تو وہی لباس پہننا جائز ہو جاتا ہے، اس کو یوں بھی کہا جاسکتا ہے، کہ خرابی لباس میں نہیں بلکہ نیت میں ہوتی ہے، اسکی مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

شہرت کا لباس پہننے کی ممانعت

انسان کا خوش لباس ہونا اسلام میں پسندیدہ ہے، اللہ خوبصورت ہیں، خوبصورتی کو پسند کرتے ہیں، اسی طرح اللہ نے وسعت دی ہو، تو اس کی وسعت، اور نعمت کا اثر بندے پر نظر بھی آنا چاہے، یہ اصولی چیز ہے، لیکن کیا اس کا دائرہ اتنا وسیع ہے، کہ اس میں ہر اچھی بری نیت کو قبول کر لیا جائے گا، تو ایسا نہیں ہے، چنانچہ ایک حدیث شریف کے الفاظ ہیں:

عن عبد اللّٰہ بن عمر، قال: قال رسول اللّٰہ – صلى الله عليه وسلم ”من لبس ثوب شهرة في الدنيا، ألبسه الله ثوب مذلة يوم القيامة، ثم ألهب فيه نارا“(سنن ابن ماجه،ابواب اللباس، باب من لبس شهرة من الثياب،3607)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا، اللہ تعالیٰ آخرت میں اسے ذلت کا لباس پہنائے گا، پھر ان (کپڑوں) میں آگ بھر دے گا(ابن ماجہ)

اسی طرح ایک اور حدیث شریف کے الفاظ (جس کی سند میں کچھ ضعف ہے) اس طرح ہیں:

من لبس ثوب شهرة أعرض الله عنه حتى يضعه متى وضعه (سنن ابن ماجه،ابو اب اللباس، باب من لبس شهرة من الثياب،3608)

ترجمہ: جوشہرت کا لباس پہنتا ہے، اللہ اس سے اعراض کر لیتا (یعنی کنارہ کشی کر لیتا اور نظرِ رحمت ہٹالیتا) ہے، یہاں تک کہ جب چاہے اسے رسوا کر دے (سنن ابن ماجہ)

مذکورہ احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ کو شہرت کا لباس انتہائی ناپسند ہے، اور ایسے شخص کو دنیا میں اور آخرت میں سخت عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا، اب یہاں یہ جاننا ضروری ہے ،کہ شہرت کے لباس سے کیا مراد ہے، شہرت کے لباس سے یہ مطلب نہیں ہے، اس لباس کی ذات میں کوئی ایسی برائی اور خرابی پائی جاتی ہے، جس سے اس کو پہننا ناجائز یا حرام ہے، بلکہ اس میں عموماً لباس کی ساخت شکل وصورت کے لحاظ سے تمام تر پابندیاں موجود ہوتی ہیں، البتہ ایک اضافی چیز یعنی پہننے والی کی بری نیت لباس سے جڑ جاتی ہے، جس کی وجہ سے گناہ قائم ہوجاتا ہے، یعنی لباس کے ذریعہ کسی پر بڑائی جتلانا، یا فخر اور نمائش کے لیے لباس پہننا ''لباسِ شہرت'' میں داخل ہے ،آسان الفاظ میں اس کو یوں سمجھیں، کہ کسی تقریب میں کوئی خاتون اچھا لباس پہنے، تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے، لیکن اگر اس کی نیت یہ ہو، کہ میرا لباس سب سے جدا ہو، سب سے اہم ہوں، لوگ لباس کی وجہ سے اٹھ اٹھ کر مجھ پر نگاہیں جمائیں، لباس کی وجہ سے مجھے ایک خاص اہمیت حاصل ہوجائے، تو یہ سب ''لباسِ شہرت'' ہے، جس پر یہ وعید بیان کی گئی ہے، پھر اس میں جتنی خرابی زیادہ ہوتی جائے گی، اتنی گناہ کی شدت میں اضافہ ہوتا جائے گا، مثلاً اگر فخر کے ساتھ اس لباس کی وجہ سے دوسروں کو کم حیثیت اور کم وقعت سمجھا جائے، تو تکبر بھی شامل ہوجائے گا، جس کے بارے میں حدیث شریف میں آتا ہے:

قال اللّٰه تبارک وتعالی: الکبرياء ردائی، والعظمة إزاری، فمن نازعنی واحدا منهما قذفته فی النار (سنن ابی داود،باب ما جاء فی الکبر،رقم الحدیث4090)

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں، بڑائی میری چادر ہے، عظمت میرا لباس

ہے، جوان دونوں میں سے کسی ایک میں مجھ سے الجھے گا، میں اسے آگ میں ڈال دوں گا(ابوداؤد)

بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے، کہ شہرت کے لباس سے قیمتی یا مہنگا ہونا مراد ہے جبکہ معمولی لباس میں ''لباسِ شہرت'' کی حالت نہیں پائی جاتی ،جو کہ قابلِ اصلاح چیز ہے''لباسِ شہرت'' ایک کیفیت اور حالت کا نام ہے، جس کا تعلق پہننے والے کے دل سے ہے، صرف لباس کے قیمتی ہونے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، اصل عنصر یہ ہے کہ لباس پہننے سے مقصد کیا ہے، اگر مقصد خود کو ممتاز اور جدا کر کے پیش کرنا ہے، تو لباس خواہ معمولی ہی کیوں نہ ہو، گناہ برقرار رہے گا، چنانچہ اگر کوئی اس لیے بالکل سادہ اور کم قیمت کا لباس پہنے تاکہ لوگ مجھے بڑا عاجز اور منکسر، (جس کو ہمارے یہاں ڈاون ٹوارتھ کہتے ہیں) سمجھیں، یا کوئی اس لیے عمامہ پہن لے تاکہ لوگ مجھے عالمِ دین سمجھیں، متقی اور پرہیز گار سمجھیں، یا اس لیے سرتاپا سفید لباس زیب تن کرے کہ لوگ مجھے نیک اور پارسا سمجھیں، تو یہ سب لباسِ شہرت میں آتا ہے، کیونکہ مقصد لوگوں کی نظر میں خود کو نمایاں اور ممتاز بنا کر پیش کرنا ہے، ایک مرسل حدیث میں دونوں چیزوں کو جمع کر کے بیان کیا گیا ہے، چنانچہ کنانہ بن نعیم سے روایت ہے:

ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم نهی عن الشهرتين ،أن يلبس الثياب الحسنة التی ينظر إليه فيها، أو الدنية أو الرثة التی ينظر إليه فيها (سنن الکبریٰ للبیھقی،رقم الحدیث 6102)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قسم کی شہرت سے منع فرمایا ہے، یہ کہ کوئی شخص بہترین لباس پہنے، تاکہ اسے نظر اٹھا کر اس لباس میں دیکھا جائے ، یا کوئی معمولی اور پرانا لباس پہنے تاکہ اسے نظر اٹھا کر اس لباس میں دیکھا جائے(بیہقی)

اس سے معلوم ہوا، کہ ''لباسِ شہرت'' کی کیفیت قیمتی اور معمولی دونوں قسم کے لباس میں ممکن ہے، تمام تر تفصیل کا حاصل یہ ہے ،کوئی بھی لباس اس نیت سے پہننا درست نہیں ہے ،جس سے مقصد دوسروں کے سامنے اپنی امتیازی شان ظاہر کرنا ہو،خواتین کو عموماً یونیک لگنے کا ایک بھوت سوار ہوتا ہے، اس لیے مذکورہ احادیث پر ان کو خصوصی طور پر غور کرنا چاہیے۔ (جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

قبرِ نبوی سے ہاتھ نکلنے کے قصہ کی تحقیق

سوال:

محترم جناب مفتی صاحب!

گذارش یہ ہے کہ ہمارے بعض بزرگوں کی کتابوں میں شیخ سید احمد رفاعی کے بارے میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر تشریف لے گئے، تو ان کی خواہش، اور اشعار پڑھنے پر قبرِ نبوی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک برآمد ہوا، جس کی وہاں پر موجود لاکھوں لوگوں نے زیارت کی، اور سلام کا جواب بھی سنا۔

اس واقعہ کی بعض علماء تردید کرتے ہیں، بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ علامہ آلوسی نے اس واقعہ کی تردید کی ہے۔ آپ سے امید ہے کہ آپ بزرگوں کی بے جا طرف داری کیے بغیر اس واقعہ کی سندی حیثیت اور حقیقت پر مفصل روشنی ڈالیں گے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

محمد عبدالودود، کوئٹہ، بلوچستان، پاکستان

جواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آپ نے شیخ احمد بن علی رفاعی (المتوفی: 578 ہجری) کے جس واقعہ کے بارے میں معلوم کیا ہے، ہم نے اس کی غیر جانبدارانہ تحقیق کی، جس کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس واقعہ، اور اشعار کا علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفیٰ: 911 ہجری) نے مختصر طور پر ذکر کیا ہے، لیکن انہوں نے اس کی کوئی سند ذکر نہیں کی، بلکہ بعض مجامیع کی طرف بغیر سند کے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ [1]

[1] وفی بعض المجامیع :حج سیدی أحمد الرفاعی فلما وقف تجاه الحجرة الشریفة أنشد:

فی حالة البعد روحی کنت أرسلها ...تقبل الأرض عنی فهی نائبتی

وهذه نوبة الأشباح قد حضرت ...فامدد یمینک کی تحظی بها شفتی

فخرجت الید الشریفة من القبر الشریف فقبلها(الحاوی للفتاوی، ج۲،ص۳۱۴”تنویر الحلک فی إمکان رؤیة النبی والملک“)

www.idaraghufran.org

اوعلامہ سیوطی پر اعتماد کرتے ہوئے بعد کے متعدد اکابر اور بزرگوں نے بھی اس واقعہ کو ذکر کر دیا ہے۔
لیکن جب تک اس واقعہ کی کوئی معتبر سند دستیاب نہ ہو، اس وقت تک اس کی تصدیق کرنا، درست نہیں، شیخ احمد رفاعی اور علامہ سیوطی کے زمانوں میں کئی صدیوں کا فاصلہ حائل ہے۔
اور ہمیں کسی معتبر سند کے ساتھ اس واقعہ کا ثبوت نہیں ملا، اس لئے ہمارے لئے اس واقعہ کی تصدیق کرنا ممکن نہیں، البتہ جو حضرات اس واقعہ کی تصدیق کرتے ہیں، ان کے ذمہ لازم اور واجب ہے کہ وہ اس واقعہ کا صحیح ومعتبر سند سے ہونا ثابت کریں۔
رہا بعض بزرگوں کا اس واقعہ کو ذکر کرنے کا معاملہ، تو اس بارے میں ہم پہلے بتلا چکے کہ انہوں نے علامہ سیوطی وغیرہ پر اعتماد کرتے ہوئے اس کا ذکر کر دیا، اور اس طرح کی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ بہت سے اکابر و بزرگ، اپنے سے پہلے کسی معتبر شخصیت کے حوالہ سے کسی چیز کا ذکر کر دیتے ہیں، اور اس کے اصل مراجع تک رسائی کا ان کو موقع حاصل نہیں ہوتا، یا ان کو اس کے ذرائع حاصل نہیں ہوتے۔
ایسی صورت میں بعد کے حضرات کے ذمہ لازم ہو جاتا ہے کہ وہ بغیر تحقیق واطمینان کے اس کی تصدیق کرنے سے اجتناب فرمائیں۔
تفسیر روح المعانی کے مولف، علامہ آلوسی کے پوتے، ابوالمعالی محمود شکری آلوسی (المتوفیٰ: 1342 ہجری) نے ایک تالیف ''**غایۃُ الامانی فی الرد علی النبھانی**'' کے نام سے تالیف کی ہے، جو دراصل یوسف بن اسماعیل بن حسن نبہانی (المتوفیٰ: 1350ہجری) کے بعض افکار کی تردید پر مشتمل ہے، اس تالیف میں محمود شکری آلوسی نے سید احمد رفاعی کے مذکورہ واقعہ کے غیر مستند ہونے پر تفصیلی کلام کیا ہے، اور اس کو جھوٹ اور بہتان پر مبنی قرار دیا ہے۔
ذیل میں اس تفصیل کا خلاصہ ذکر کیا جاتا ہے:

> ''نبہانی نے جو سید احمد رفاعی کی طرف منسوب مشہور واقعہ کا ذکر کیا ہے، یہ جھوٹا واقعہ ہے، جس میں بعض اشعار کا بھی ذکر ہے۔
>
> اور اس واقعہ کے خرافہ ومن گھڑت ہونے پر دو مقاموں میں کلام ہے۔

پہلا مقام: اس قصہ اور واقعہ کے واقع ہونے کی تکذیب اور اس کے احمد رفاعی پر بہتان ہونے کا ہے۔

اور دوسرا مقام: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کو (بحالتِ بیداری) دیکھنے کے ممکن نہ ہونے کا ہے، اور جو شخص یہ دعویٰ کرے، وہ جھوٹا ہے۔

جہاں تک پہلے مقام کا تعلق ہے، تو اس قصہ کا جھوٹا ہونا، مختلف وجوہات سے ثابت ہے، جن میں سے بعض وجوہات کا ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں:

پہلی وجہ اس واقعہ اور قصہ کے جھوٹا ہونے کی یہ ہے کہ مختلف مذاہب کے مورخین وموثقین کی ایک جماعت امام شعرانی، اور ابنِ ملقن، اور امام مناوی، اور امام ذہبی، امام ابنِ کثیر، اور ابنِ خلکان وغیرہ نے شیخ احمد رفاعی کے حالات کا ذکر کیا ہے، لیکن انہوں نے اس قصہ کا ذکر نہیں کیا، اگر یہ واقعہ ثابت ہوتا، تو مذکورہ حضرات اس اہم واقعہ کا ضرور ذکر کرتے، بطورِ خاص تاج الدین سبکی تو اس واقعہ کا لازمی طور پر ذکر کرتے، کیونکہ وہ تصوف کے بہت زیادہ حامی ہیں، لیکن انہوں نے بھی شیخ احمد رفاعی کے حالات میں اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا، جبکہ انہوں نے شیخ احمد رفاعی کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے ان کی بڑی تحسین وتوصیف فرمائی ہے، اور ان کے ملفوظات، واقعات اور کرامات کا ذکر کیا ہے۔

اور ابنِ خلکان نے بھی ''وفیاتُ الاعیان'' میں شیخ احمد رفاعی کا تذکرہ کیا ہے، لیکن انہوں نے بھی اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔

اور اسی طرح سے شیخ احمد رفاعی کی وفات کے بعد ان کے تمام ثقہ ومعتبر اصحاب نے بھی اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا، جنہوں نے شیخ احمد رفاعی سے استفادہ کیا۔

پس اگر شیخ احمد رفاعی کے لئے قبرِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ نکلنے کا واقعہ حقیقت پر مبنی ہوتا، تو شیخ کے حالات میں اس کا ذکر دوسرے واقعات وکرامات کے مقابلہ میں زیادہ اہم ہوتا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ جھوٹا اور منگھڑت، اور بہتان ہے۔

دوسری وجہ اس واقعہ کے جھوٹا ہونے کی یہ ہے کہ اس واقعہ کو جن حضرات نے بیان کیا

ہے،ان میں سب سے بہتر شخصیت امام سیوطی کی ہے،جنہوں نے اس واقعہ کونہایت مختصر،اوردوشعروں کے انداز میں بعض مجامیع کی طرف منسوب کر کےنقل کیا ہے،لیکن انہوں نے اس واقعہ کی کوئی کمزور سے کمزور سند کا بھی ذکر نہیں کیا،چہ جائیکہ اس کی صحیح سند کا ذکر کیا ہو،نہ ہی علامہ سیوطی نے بعض مجامیع کا نام ذکر کیا کہ وہ مجامیع کون سی، اورکس کی ہیں؟

اگر یہ واقعہ صحیح ہوتا،تو اس کا علامہ سیوطی سے پہلے معتبر اسناد کے ساتھ تواتر کے ساتھ بھر پور طریقہ پر ذکر کیا جاتا،کیونکہ یہ عظیم کرامت پر مشتمل واقعہ ہے،جس کے لاکھوں افراد کی موجودگی میں پیش آنے کا دعویٰ کیا گیا ہے،لیکن اس واقعہ کا کسی ثقہ ومعتبر شخصیت نے ذکر نہیں کیا، بلکہ ابتدائی طور پر اس قصہ کو گمراہ اورفتین لوگوں کی طرف سے گھڑا گیا ہے۔

تیسری وجہ اس واقعہ کے جھوٹا ہونے کی یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے،انہوں نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ اس وقت وہاں پر موجود لاکھوں لوگوں نے قبرِ نبوی سے نکلنے والے ہاتھ کا مشاہدہ کیا،اور سلام کے جواب کو سنا،جبکہ اس زمانہ میں مسجدِ نبوی میں اتنی زیادہ تعداد میں لوگوں کی موجودگی ممکن نہ تھی،مزید یہ کہ قبرِ نبوی کا تو چاروں اطراف سے دیواروں نے احاطہ کر رکھا ہے،پھر کس جگہ سے ہاتھ کا برآمد ہونا ممکن تھا۔

اس لئے بھی یہ واقعہ صحیح نہیں۔

چوتھی وجہ اس واقعہ کے جھوٹا ہونے کی یہ ہے کہ جو عربی اشعار شیخ احمد رفاعی کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں،علامہ سیوطی سے پہلے بہت سے اہلِ علم واہلِ ادب حضرات نے ان اشعار کی نسبت دوسرے حضرات کی طرف کی ہے۔

چنانچہ شیخ صلاح الدین صفدی نے فرمایا کہ ابنِ فارض،جب مکہ مکرمہ میں شیخ شہاب الدین سہروردی کے پاس آئے،توانہوں نے یہ مذکورہ اشعار پڑھے۔

اورشیخ شہاب خفاجی شافعی نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ اشعار کا شیخ احمد رفاعی،اورقبرِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

سے دور کا بھی تعلق نہیں، بلکہ یہ واقعہ دوسرے موقع پر پیش آیا۔

پانچویں وجہ اس واقعہ کے جھوٹا ہونے کی یہ ہے کہ شیخ احمد رفاعی، دراصل متبعِ سنت بزرگ تھے،ان سے قبرِ نبوی پر حاضر ہوکر اس خلافِ سنت عمل پر جرأت کی توقع نہیں کی جاسکتی،قبرِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہونے والے کے لئے سنت ومستحب طریقہ سب کو معلوم ہے،جس میں اس طرح کے مطالبہ کا ذکر نہیں، نہ ہی اس طرح کے مطالبہ کا صحابہ وسلف سے ثبوت ملتا۔

اس طرح کی وجوہات کی بناء پر یہ واقعہ بے سند اور جھوٹا ہے۔ [1]

---

[1] وذكر النبهانی الغبی أيضا الأكذوبة المشهورة المسندة لأحمد الرفاعی، فقال" :إن الزيارة وصلة مع الحبيب، وقد وقع لبعض العارفين مخاطبته له صلى الله عليه وسلم ورده عليه، ومن ذلك المعنى ما ذكره بعض العارفين عن القطب الرفاعی فی حال زيارته للقبر الشريف من قوله:

فی حالة البعد روحی كنت أرسلها ...تقبل الأرض عنی وهی نائبتی

وهذه دولة الأشباح قد حضرت ...فامدد يمينک كی تحظى بها شفتی

قال" :فمد يده الشريفة من الشباک فقبلها "انتهى كلامه.

أقول :الكلام على هذه الخرافة فی مقامين.

المقام الأول :فی تكذيب وقوع القصة وافترائها على أحمد الرفاعی.

المقام الثانی :فی بيان عدم إمكان رؤية النبی صلى الله عليه وسلم بعد موته وأن من ادعى ذلک فهو كاذب.

أما المقام الأول؛ وهو بيان كذب هذه القصة :فمن وجوه كثيرة نذكر منها ما خطر بالبال:

الأول :أنه قد ترجم أحمد الرفاعی هذا جماعة من المؤرخين على اختلافهم المذهب، ولم يذكروا هذه القصة فی ترجمته، ولو كانت ثابتة لعدوها من أعظم مآثره وأكبر مفاخره، لاسيما التاج السبكی لتعصبه للمتصوفة، ولاسيما من هو على مذهبه ونحلته، ومع ذلک لم يذكر هذه القصة فی ترجمة أحمد الرفاعی لما ترجمه فی "طبقاته، فإنه قال":أحمد بن علی بن أحمد بن يحيى بن حازم بن علی بن رفاعة، الشيخ الزاهد الكبير أحد أولياء الله العارفين، والسادات المشمرين، أهل الكرامات الباهرة، أبو العباس بن أبی الحسن بن الرفاعی المغربی .قدم أبوه إلى العراق وسكن ببعض القرى، وتزوج بأخت الشيخ منصور الزاهد، ورزق منها أولادا، منهم الشيخ أحمد هذا، لكنه مات وأحمد حمل، فلما ولد رباه وأدبه خاله منصور، وكان مولده فی المحرم سنة خمسمائة .وتفقه على مذهب الشافعی، وكان كتابه "التنبيه ."ولو أردنا استيعاب فضائله لضاق الوقت، ولكنا نورد ما فيه بلاغ ."ثم ذكر كلاما فی محاسن أخلاقه إلى أن قال" :وقال الشيخ أحمد: سلكت كل طريق فما رأيت أقرب ولا أسهل ولا أصلح من الذل والافتقار والانكسار لتعظيم أمر الله، والشفقة على خلق الله، والإقتداء بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم .وكان يجمع الحطب ويحمله إلى بيوت الأرامل والمساكين، وربما كان يحمل الماء لهم "إلى أن قال" :وكان لا يجمع بين قميصين لا فی شتاء ولا فی صيف، ولا يأكل إلا بعد يومين أو ثلاثة أكلة ."ثم قال" :وعن يعقوب -وقد سئل عن أوراد سيدی أحمد، فقال :-كان يصلی أربع ركعات بألف (قل هو الله أحد) ويستغفر كل يوم (ألف) مرة،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس لیے اس پر یقین کرنا درست نہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

واستغفاره أن يقول :لا إله إلا أنت سبحانک إنی کنت مع الظالمین، عملت سوء ا، وظلمت نفسی وأسرفت فی أمری، ولا یغفر الذنوب إلا أنت، فاغفر لی وتب علی إنک أنت التواب الرحیم، یا حی یا قیوم لا إله إلا أنت .توفی یوم الخمیس ثانی عشر جمادی الأولی سنة ثمان وسبعین وخمسمائة، ومناقبه أکثر من أن تحصی، وقد أفرد لها بعض الصلحاء کتابا یخصها "انتهی.

فلم یذکر قصة مد الید التی هی من أعظم الخوارق وأعجبها لو صحت !مع أنه ذکر أعظم مفاخره وهی قصة الهرة التی کانت نائمة علی کمه فقطع الکم، وقصة البعوضة التی کانت علی یده تمتص دمه، وقصة الکلاب التی کانت تأکل التمر من القوصرة فی دار الطعام وهم یتهارجون، فوقف علی الباب لئلا یدخل إلیهم أحد یؤذیهم.

وذکر القاضی أحمد الشهیر بابن خلکان فی کتابه "وفیات الأعیان "ما نصه " :أبو العباس أحمد بن أبی الحسن علی بن أبی العباس أحمد المعروف بابن الرفاعی، کان رجلا صالحا فقیها شافعی المذهب، أصله من الغرب، وسکن فی البطائح بقریة یقال لها أم عبیدة، وانضم إلیه خلق عظیم من الفقراء ، وأحسنوا الاعتقاد فیه وتبعوه، والطائفة المعروفة بالرفاعیة والبطائحیة من الفقراء منسوبة إلیه ولأتباعه، ولهم أحوال عجیبة من أکل الحیات وهی حیة، والنزول فی التنانیر وهی تتضرم بالنار فیطفئونها ."إلی أن قال" :ولم یکن له عقب، وإنما العقب لأخیه وأولاده یتوارثون المشیخة والولایة علی تلک الناحیة إلی الآن، وأمورهم مشهورة مستفیضة فلا حاجة إلی الإطالة فیها "انتهی.

فلم یذکر تلک القصة من مناقبه، ولو صحت روایتها لکانت غرة وجه مناقبه.

وهکذا ذکر کل من ترجمه من الثقات وهذه مما اختلقها له أصحابه بعد موته بعدة سنین، کما ادعوا له الانتساب إلی إبراهیم المرتضی بن موسی الکاظم رضی الله عنه ولا أصل له أیضا، قال فی مختصر "عمدة الطالب" :"إن الشیخ أحمد رحمه الله لم یدع ذلک، وإنما ادعاه البطن الثالث من ولده، ویقولون هم أحمد بن علی بن الحسین بن المهدی بن أبی القاسم بن محمد بن الحسین بن أحمد الأکبر بن موسی أبی شجه بن إبراهیم المذکور .قال أبو نصر البخاری :لا یصح لإبراهیم المرتضی عقب إلا من موسی وجعفر، ومن انتسب إلی غیرهما فهو کاذب "انتهی المقصود منه.

والمقصود؛ أن قصة مد الید ونحوها من المزایا والمآثر لو صحت لکانت أحق بالذکر من جمیع ما ذکروه، فلما لم یذکروها علمنا أنها من إفک أفاک أثیم.

الوجه الثانی :أن أحسن من رواها الإمام السیوطی، وقد أسندها إلی بعض المجامیع، ولم یذکر لها سندا واهیا فضلا عن أن یکون صحیحا، مع أن حاله فی الروایة معلوم، فقال فی کتابه (تنویر الحلک فی رؤیة النبی والملک) : وفی بعض المجامیع؛ وذکر القصة والبیتین علی وجه الاختصار مع أن هذه القصة لو صحت لتوفرت الدواعی علی نقلها، لأنها حادث عظیم وخارق عجیب، فالشیء الذی تتوفر الدواعی علی نقله ولم یذکره أحد من الثقات بل ذکره الدجالون الضالون المضلون فهو لا شک تزویر وبهتان، وکذب من إفک شیطان.

الوجه الثالث :أن الدجالین الذین رووا هذه القصة المکذوبة ادعوا أن من کان حاضرا هناک ورأوا الید وسمعوا رد السلام نحو مائة ألف أو یزیدون !سبحانک هذا بهتان عظیم !کیف یمکن أن یکون هناک هذا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

پھر اس کے بعد علامہ آلوسی نے دوسرے مقام کی تردید پر مفصل کلام کیا ہے۔
(ملاحظہ ہو:غـايـة الأمـانـى فى الرد على النبهانى،ج ا ،ص ۲۹٦ الیٰ ص ۲۹۹،المقام الثانى فى الكلام على رؤية النبى صلى الله عليه وسلم بعد الموت)

فقط

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان خان 23/ذوالقعدۃ/1446ھ۔21/مئی/2025ء،بروز بدھ

دارالافتاء:ادارہ غفران،راولپنڈی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الـعـدد الكثير؟ وأى محل فى المسجد يسعهم أو يسع عشر معشارهم؟ ! ثم إن القبر قد أحاطت به الجدران فمن أى شباک خرجت اليد؟!

ومـن الـمـعـلـوم إذا كـان أمـر عجيب وشىء غريب يتهاجم على رؤيته الراؤون فلا يمكن الرؤية إلا للقريب، وكـذلک سـمـا ع رد الســلام كيف أمـكن للجميع؟ فانظر إلى هذه الأكذوبة التى لا تروج حتى على ضعفاء الـعـقـول، ومـع ذلک فـقـد تـمـسک بهـا قوم سلب الله منهم الحياء واتخذوها حبالة من حبائل مصائدهم، وأغراهم الله على مثل هذه الدعاوى الكاذبة ليفضحهم بها فى الدنيا والآخرة انتقاما لأهل الحق منهم.

الوجه الرابع :أن كثيرا من أهل العلم والأدب نسب البيتين إلى غير أحمد الرفاعى .قال الشيخ صلاح الدين الصفدى فى تذكرته :حكى أن ابن الفارض لما اجتمع بالشهاب السهروردى فى مكة أنشده

فى حالة البعد روحى كنت أرسلها ...تقبل الأرض عنى وهى نائبتى
وهذه نوبة الأشباح قد حضرت ...فامدد يمينک كى تحظى بها شفتى

وكـفـى بـمـا ذكـره الشـيـخ صـلاح الدين هذا شاهدا على بطلان ما ادعاه غلاة الرفاعية ومبتدعتهم، فإن هذا الشيـخ كـان إمـاما أديبا ناظما ناثرا، ولد سنة ست وتسعين وستمائة، وقد عقد له ابن السبكى ترجمة مجملة فى "طبقاته."ومـمـن نقل ذلک الشهاب الخفاجى الشافعى فى كتابه (طراز المجالس) وأن البيتين من شعر ابن الفارض لما اجتمع بالسهروردى فى مكة قال" :وقد نسب هذا لغيره، ولم يذكر الغير ولم يصرح باسمه.

الـوجـه الخامس :حسـن الـظـن بـأحـمـد الـرفـاعـى رحمه الله يقتضى عدم مخالفته للسنة النبوية والشريعة المحمدية، فقد كان على ما روى الثقات بخلاف من يدعى الانتماء إليه من المبتدعة الغلاة، وأنه لم يزل على الـمـنهج المستقيم والصراط القويم، فمن البعيد عنه الزيارة البدعية التى وردت عن الجهلة الشيطانية، بل لا بـد أن يـزور الزيارة التى ذكرها الأئمة الأعلام، وأساطين دين الإسلام، وقد مر بيان ذلک مفصلا فيما نقلناه مـن كـتـابـى الشيـخ، فـكيف يسوغ لمن تأدب بالآداب النبوية أن يتجاسر فى ذلک المقام، ويطلب منه ما لم يـطـلـبـه غيره من أكابر الصحابة وأئمة أهل البيت وغيرهم؟ ويقول له :امـدد يـمـينـک كى تحظى بها شفتى.

فهل هذا إلا قول أفاک أثيم أراد أن يروج زيف كلامه على الجهلة والعوام الطغام؟

فمن اليقين لدى العارفين أن هذه القصة كذب وزور لعن الله من وضعها وافتراها.

(غـاية الأمانى فى الرد على النبهانى، ج ا ،ص ۲۹۱ ،الیٰ ص ۲۹۵ ،أجوبة لشيخ الإسلام على بعض اعتراضات الأخنائى)

www.idaraghufran.org

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

’’رسومِ افتاء واصولِ افتاء‘‘ پر کلام (قسط:4)

سب سے پہلے تو یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کو ہی فرض فرمایا ہے، جس کا قرآن مجید کی کئی آیات میں ذکر ہے۔

سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ (سورة آلِ عمران ، رقم الآية ٣٢)

ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ اطاعت کروتم، اللہ کی اور رسول کی (سورہ آلِ عمران)

اس کے علاوہ دوسری کئی آیات میں اللہ اور رسول کی اطاعت کا حکم ایک ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

اور قرآن مجید میں یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ رسول کی اطاعت کرنا، اللہ کی اطاعت کرنے میں داخل ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ(سورة النسآء ، رقم الآية ٨٠)

ترجمہ: اور جس نے اطاعت کی رسول کی، تو یقیناً اس نے اطاعت کی اللہ کی (سورہ نساء)

اور رسول کی اطاعت میں، رسول کے ہر حکم کی تعمیل کرنا، اور اس کی طرف سے منع کی ہوئی ہر چیز سے رُکنا بھی داخل ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی سورہ حشر میں یہ صراحت ہے کہ:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ . اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (سورة الحشر، رقم الآية ٧)

ترجمہ: اور وہ چیز جو دے تمہیں رسول، تو لے لو تم اُس کو، اور وہ چیز جس سے روکے وہ تم کو، تو رک جاؤ تم، اور ڈرو تم اللہ سے، بے شک اللہ شدید سزا (دینے) والا ہے (سورہ حشر)

اور قرآن مجید کی سورہ نساء میں باہمی اختلاف کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ

تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (سورة النسآء ، رقم الآية ٥٩)

ترجمہ:اے وہ لوگو، جو ایمان لائے ،اطاعت کروتم اللہ کی اور رسول کی،اور اولی الامر کی اپنوں میں سے، پھر اگر تنازع ہو جائے تمہارا کسی چیز میں،تو لوٹا دو تم اس (تنازع) کو اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف،اگر ہو تم ایمان رکھنے والے اللہ پر اور آخرت کے دن پر، یہ بہتر ہے،اور اچھا ہے،تاویل کے اعتبار سے (سورہ نساء)

اس آیت میں بالترتیب اللہ اور اس کے رسول،اور اولی الامر کی اطاعت کے حکم کے بعد یہ بھی بتادیا گیا ہے کہ اگر کسی چیز میں اولی الامر کا اتفاق واجماع ہو جائے،جیسا کہ مجتہدین کا کسی مسئلہ شرعیہ پر اجماع ہو جائے، جو شرعی واجتہادی مسائل میں ’’اولی الامر‘‘ ہیں،تو اسی کی اتباع کی جائے گی،اور اگر کسی مسئلہ میں اجماع نہ ہو، بلکہ اختلاف ہو جائے،تو جس کی بات اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے زیادہ قریب ہو،اس کو اختیار کرنا چاہیے،اختلاف کے موقع پر اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والوں کے لئے اس سے بہتر عمل اور اچھی تاویل ممکن نہیں۔

اور سورہ نساء میں ہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (سورة النسآء ، رقم الآية ٦٥)

ترجمہ: پس ہرگز نہیں، تیرے رب کی قسم نہیں ایمان لا سکتے وہ، یہاں تک کہ فیصلہ کرنے والا بنالیں وہ آپ کو ان چیزوں میں جن میں اختلاف ہوا،ان کے درمیان میں ،پھر نہ پائیں وہ اپنے نفسوں میں تنگی کو اس چیز کی طرف سے، جو فیصلہ کیا آپ نے،اور تسلیم کرلیں، پوری طرح تسلیم کرنا (سورہ نساء)

اور ان ہی مومنوں کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں فرمایا کہ:

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (سورة النور ، رقم الآية ٥١)

ترجمہ: بس ہو مومنوں کا قول، جب بلایا جائے،ان کو اللہ اور اس کے رسول کی

طرف، تا کہ فیصلہ کرے وہ ان کے درمیان، یہ کہ کہیں وہ کہ سن لیا ہم نے اور اطاعت کرلی ہم نے، اور یہ لوگ، یہی فلاح پانے والے ہیں (سورہ نور)

اورظاہر بات ہے کہ متنازع واختلافی مسائل میں ترجیح دینے کا حکم ان قابل وباصلاحیت افراد کے لئے ہے، جواختلافی مسائل میں اس ترجیح کی صلاحیت رکھتے ہوں کہ ان کواپنے اجتہاد سے ترجیح کا حکم ہے۔

لیکن جن لوگوں میں یہ صلاحیت نہ ہو، خواہ بالکل بھی، یا بعض، یا اکثر مسائل میں، ان کے لئے قولِ فیصل اللہ تعالیٰ کا سورہ نحل میں یہ ارشاد ہے کہ:

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ(سورة النحل، رقم الآية ۴۳)

ترجمہ: پس سوال کروتم اہلِ ذکر (واہلِ علم) سے اگر ہوتم نہ علم رکھنے والے (سورہ نحل)

اورسورہ انبیاء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ(سورة الانبياء، رقم الآية ۷)

ترجمہ: پس سوال کروتم اہلِ ذکر (واہلِ علم) سے اگر ہوتم نہ علم رکھنے والے (سورہ انبیاء)

مذکورہ آیات میں علم نہ ہونے کی صورت میں اہلِ ذکر واہلِ علم سے سوال کرنے کا حکم ہے، لیکن کسی خاص شخصیت اور مذہب کے لوگوں سے سوال کرنے کی قید نہیں۔

اورحدیث میں بھی اس بات کا ذکر ہے کہ رسول کی ہر بات قابلِ قبول ہوا کرتی ہے، کوئی بات بھی قابلِ رَد نہیں ہوا کرتی، جبکہ وہ بات معتبر سند سے مروی ہو، اور تعلیل سے پاک ہو، اور یہ مقام مخلوق میں کسی اور مجتہد وامام وغیرہ کسی کو بھی حاصل نہیں۔

چنانچہ امام طبرانی نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، رَفَعَهُ قَالَ: لَيْسَ أَحَدٌ إِلَّا يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَيُدَعُ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(المعجم الكبير للطبراني، ج ۱۱ ص ۳۳۹، رقم الحديث ۱۱۹۴۱)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان فرمائی کہ کوئی بھی شخص نہیں، مگر اس کی بات کو قبول بھی کیا جائے گا، اور چھوڑا بھی جائے گا، سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے (طبرانی)

علامہ ہیثمی نے ''مجمعُ الزوائد'' میں فرمایا کہ اس حدیث کو''طبرانی'' نے ''الکبیر'' میں روایت کیا ہے، اور اس کے رجال''ثقة'' ہیں۔ [1]

اور یہ روایت دوسری اسناد سے بھی مروی ہے۔

اور کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کے علاوہ اسی کی تائید صحابۂ کرام کے اجماع، اور قیاسِ صحیح سے بھی ہوتی ہے، اور مجتہدینِ عظام کے اقوال سے بھی ہوتی ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

اس کے بعد ہم فاضل موصوف کے تحریر دہ الفاظ ''فقہ حنفی کی معتبر کتابوں'' سے چند حوالہ جات پیش کرتے ہیں، تاکہ موصوف اور ان کے ''ہم نوا'' لوگوں کے لئے کچھ عبرت وبصیرت کا سامان ہوکر جمود وخمود سے نکلنے کا راستہ کھل جائے، اور توفیق تو اللہ ہی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔

تو جاننا چاہیے کہ امام ابوحنیفہ، امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ، جن کی طرف فقہ حنفی کے اکثر مسائل اور اجتہاد وتقلید کی نسبت کی جاتی ہے، ان سب کے نزدیک رمضان کے روزہ میں جان بوجھ کر کھانے پینے سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے، اور قضاء کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہوتا ہے، اور رمضان کے روزہ میں روزہ یاد ہونے پر حجامہ کرانے، اور جسم سے خون نکلوانے سے نہ روزہ فاسد نہیں ہوتا، اور نہ ہی قضاء واجب ہوتی۔ [2]

لیکن امام احمد بن حنبل کے نزدیک روزہ یاد ہونے پر حجامہ کرانے اور جسم سے خون نکلوانے سے روزہ، اسی طرح فاسد ہوجاتا ہے، جس طرح جان بوجھ کر کھانے پینے سے فاسد ہوجاتا ہے، اور روزہ کی قضاء واجب ہوتی ہے، اور کفارہ اس لئے واجب نہیں ہوتا کہ ان کے نزدیک کفارہ صرف جماع کر کے روزہ فاسد کرنے سے واجب ہوتا ہے۔

امام احمد بن حنبل نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے، جس میں حجامہ کرنے سے روزہ فاسد ہونے کا ذکر آیا ہے۔

---

[1] قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الكبير، ورجاله موثقون (مجمع الزوائد، ج ۱ ص ۷۹، تحت رقم الحديث ۸۴۰، كتاب العلم، باب الاجتهاد)

[2] الحجامة كالفصد فی خروج الدم من العروق والفصد لا يفسد، فكذا الحجامة (العناية شرح الهداية، ج ۲، ص ۳۷۶، باب ما يوجب القضاء والكفارة)

www.idaraghufran.org

اورحنفیہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے،جس میں حجامہ سے روزہ فاسد نہ ہونے کا ذکر آیا ہے،جس سے معلوم ہوا کہ حجامہ سے روزہ فاسد ہونے کی حدیث بھی ہے،جس کو حنابلہ نے لیا ہے،اورحجامہ سے روزہ فاسد نہ ہونے کی حدیث بھی ہے،جس کوحنفیہ نے لیا ہے۔

اب اگرکسی حنفی نے حجامہ کرایا،یا جسم سے خون نکلوایا،اورکسی حنبلی مفتی سے مسئلہ معلوم کیا کہ کیا میرا روزہ فاسد ہوگیا؟جس نے جواب میں کہا کہ فاسد ہوگیا،پھراس نے جان بوجھ کرکھاپی لیا،توامام ابوحنیفہ،امام ابو یوسف اورامام محمد کے نزدیک اس کے حجامہ کرانے ،یاجسم سے خون نکلوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوا تھا،اوروہ روزہ سے تھا،پھراس نے جان بوجھ کرکھایا،پیا،تواس نے دراصل روزہ میں جان بوجھ کرکھایا،پیا،اس لئے اس پر مذکورہ حضرات کے نزدیک قضاء کے ساتھ کفارہ واجب ہونا چاہیے تھا،لیکن چونکہ اس نے حنبلی مفتی سے فتویٰ لیا تھا،اوراس کے لئے مفتی وفقیہ کا قول دلیلِ شرعی تھا،اوراس کوکسی بھی فقہ کے مفتی سے فتویٰ لینا جائز تھا،اوروہی اس کے حق میں شرعی دلیل تھا،اس لئے اس پرکفارہ واجب نہیں ہوگا۔

اوراگراس نے کسی سے فتویٰ نہیں لیا،لیکن اس نے وہ حدیث پڑھی تھی،جس میں حجامہ کرانے سے روزہ فاسد ہونے کا ذکرتھا،پھراس نے روزہ میں جان بوجھ کرحجامہ کرانے ،یاجسم سے خون نکلوانے کے بعداس حدیث پرعمل کرتے ہوئے یہ سمجھا کہ میراروزہ فاسد ہوگیا،اوراس کے بعداس نے جان بوجھ کرکھا،پی لیا،توسب حنفیہ کے نزدیک وہ حجامہ کرانے ،یاجسم سے خون نکلوانے کے بعدروزہ سے تھا،اوراس کا حجامہ کرانے ،یاجسم سے خون نکلوانے کے بعدجان بوجھ کرکھانا،پینا،روزہ فاسد کرنے کا عمل تھا،اس لئے اس پرسب حنفیہ کے نزدیک قضاء کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہونا چاہیے تھا،لیکن اس کے باوجودامام ابوحنیفہ اورامام محمد کے نزدیک کفارہ اس لئے واجب نہیں کہ حدیث پرعمل کرنا، مفتی وفقیہ کےقول سے زیادہ بڑی اورقوی دلیل ہونے کی وجہ سے درست عمل پرمبنی تھا،اورحدیث پر عمل کرنا دراصل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فتوے پرعمل کرنا ہے،اورجب حنبلی فقہ کے مفتی کےفتوے ،اورقول پرعمل کرنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا،کیونکہ اس نے دلیلِ شرعی کی طرف استناد کرکے جائزاوردرست عمل کیا تھا،تونبی صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ تواس مفتی اوراس کےقول سے بھی زیادہ قوی

دلیلِ شرعی ہے، اس پر عمل کرنے سے بدرجہ اولیٰ روزہ فاسد نہیں ہونا چاہیے۔

لیکن امام ابو یوسف کی طرف یہ قول منسوب ہے کہ ان کے نزدیک اس صورت میں قضاء کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہوتا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک کسی بھی فقیہ سے فتویٰ لینا تو دلیلِ شرعی کی طرف استناد کرنے کی وجہ سے درست عمل تھا، لیکن تحقیق کے بغیر خود سے حدیث پر عمل کرنا درست نہیں تھا۔

اس صورت میں امام ابوحنیفہ اور امام محمد کا قول، امام ابو یوسف کی طرف منسوب قول کے مقابلہ میں راجح ہے، اور اس کی چار وجہیں ہیں۔

ایک وجہ یہ ہے کہ یہ امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کے ساتھ امام محمد بھی شامل ہیں۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ قول ظاہر الراویت کے مطابق ہے، اسی قول کا ظاہر الرویت میں ذکر ہے، جن کے ساتھ امام ابو یوسف کے قول کا امام محمد، یا امام ابو یوسف کی کسی کتاب ذکر نہیں ملتا۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے قول کی دلیل زیادہ قوی ہے۔ [1]

اس مسئلہ سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ فتویٰ لینے اور اس پر عمل کرنے کے لئے امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد، کسی کے نزدیک بھی کسی ایک مذہب کی پابندی واجب ولازم نہیں۔

اور اس بات پر مذکورہ اصحابِ حنفیہ کا اجماع ہے۔

اور ان کی طرف یہ اجماع قرآن وسنت اور خیر القرون کے دو اجماعوں سے منتقل ہو کر پہنچا ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ نے ''کتابُ الاصل'' میں فرمایا:

احتجم أو قبل امرأته لشهوة أو لامسها لشهوة أو جامعها فيما دون الفرج فلم ينزل ، فظن أن ذلک يفطره، فأفطر متعمدا، فعليه القضاء والكفارة.فإن استفتى فيه فقيها أو تأول فيه حديثا أنه قد فطره فعليه

---

[1] اوراگر کسی روزہ دار نے نہ تو کسی حنبلی مفتی سے فتویٰ لیا، اور نہ ہی حجامہ سے روزہ فاسد ہونے والی حدیث کو پڑھا، یا سنا، پھر اس نے حجامہ کرانے کے بعد خود سے یہ سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا ہے، پھر اس نے جان بوجھ کر کھا پی لیا تو حنفیہ کے نزدیک بلا اختلاف قضاء کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہوگا، کیونکہ اس نے پہلی دو صورتوں کی طرح کسی دلیلِ شرعی پر استناد کرکے درست عمل نہیں کیا۔
اور اس صورت میں وجوبِ کفارہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ عامی بظاہر حنفیت کی طرف منسوب تھا، کیونکہ امام احمد تو سرے سے کھا، پی کر روزہ فاسد کرنے پر وجوبِ کفارہ کے ہی قائل نہیں۔

www.idaraghufran.org

القضاء بلا كفارة(الأصل للشيباني، ج ٢،ص ٢٠٤،كتاب الصوم)

ترجمہ: کسی نے حجامہ کرایا، یا بیوی کا شہوت سے بوسہ لیا، یا اس کو شہوت سے چھوا، یا اس سے فرج کے علاوہ کسی اور مقام میں جماع کیا، اور انزال نہیں ہوا، پھر اس نے یہ گمان کیا کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، پھر اس نے جان بوجھ کر کھا پی لیا، تو اس پر قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

لیکن اگر اس نے کسی فقیہ سے فتویٰ طلب کیا، یا حدیث سے یہ سمجھا کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا (پھر اس نے جان بوجھ کر کھا پی لیا) تو اس پر قضاء واجب ہوگی، کفارہ واجب نہیں ہوگا (کتاب الاصل)

ابوبکر جصاص حنفی (المتوفیٰ:370ھ) نے''**شرح مختصرُ الطحاوی**''میں فرمایا:

من احتجم، فظن أن ذلك يفطره، فأكل بعد ذلك متعمدًا، فتكون عليه الكفارة، ولا تصير الحجامة شبهة في سقوط الكفارة؛ لأنه لو تعمدها :لم تفطره، وأكل المتعمد يفسد الصوم. إلا أن يكون سمع الحديث الذي جاء في الحجامة، فرأى أن ذلك يفطره، أو أفتاه به مفتٍ، فحينئذ لا تجب الكفارة(شرح مختصر الطحاوی، ج ٢،ص ٤٦٤،كتاب الصيام)

ترجمہ: جس نے حجامہ کرایا، اور اس نے یہ سمجھا کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا، پھر اس نے اس کے بعد جان بوجھ کر کھا پی لیا، تو اس پر کفارہ واجب ہوگا، اور حجامہ، کفارہ ساقط ہونے میں شبہ کا باعث نہیں بنے گا، اس لیے کہ اگر وہ جان بوجھ کر حجامہ کرائے، تو روزہ نہیں ٹوٹتا، اور جان بوجھ کر کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

البتہ اگر اس نے حجامہ کے بارے میں وارد حدیث کو سن (یا پڑھ) لیا، اور اس نے یہ سمجھا کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، یا اس کو کسی مفتی نے روزہ ٹوٹنے کا فتویٰ دیا (پھر اس نے جان بوجھ کر کھا پی لیا) تو ان دونوں صورتوں میں اس پر کفارہ واجب نہیں ہوگا (شرح مختصرُ الطحاوی)

(جاری ہے............)

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط113 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَبۡصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ وہارون کی وفات (حصہ دوم)

حضرت موسیٰ کے پاس ملک الموت کے آنے، اور حضرت موسیٰ کے اس کوتھپڑ مارنے کے واقعہ کی محدثین نے یہ تشریح کی ہے کہ حضرت موسیٰ کی خدمت میں جب ملک الموت آیا، تو انسانی شکل وصورت میں تھا، حضرت موسیٰ اس کی اس حالت کو نہ پہچان سکے، جس طرح حضرت ابراہیم اور حضرت لوط، عذاب کے فرشتوں کو ابتداء میں نہ پہچان سکے، اور حضرت مریم اپنے پاس آئے ہوئے شخص کو نہ پہچان سکیں کہ وہ دراصل فرشتہ ہے، اگر وہ پہچان لیتیں، تو وہ اس سے پناہ نہ طلب کرتیں، اور حضرت داؤد کے پاس جب دوفرشتے بشری صورت میں جھگڑتے ہوئے آئے، اور حضرت داؤد ان کو پہچان نہ سکے، اور حضرت جبریل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بشری صورت میں آئے، اور ایمان کے متعلق سوال کیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نہ پہچان سکے۔

حضرت موسیٰ کو یہ ناگوار گزرا کہ ایک اجنبی شخص بغیر اجازت کیوں ان کے خلوت کدہ میں گھس آیا، اور اس کو موت کا پیغام دینے کا کیا حق ہے، اور طیش میں آکر منہ پر طمانچہ ماردیا، فرشتہ بشکلِ انسان تھا، لہٰذا بشری اثرات نے کام کیا، اور آنکھ مجروح ہوگئی، مگر جس طرح عذاب کے فرشتوں نے آہستہ آہستہ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط کو اپنی اصل حقیقت سے آگاہ کردیا تھا، موت کے فرشتہ نے حضرت موسیٰ کو آگاہ نہ کیا، اور فوراً غائب ہوگیا، اور اللہ کے دربار میں جا پہنچا، اللہ تعالیٰ نے اس کو پھر ملکوتی ھیئت پر واپس کردیا، اور اس طرح وہ اس عیب سے بریٔ ہوگیا، جو بشری شکل وصورت میں آنکھ مجروح ہوجانے سے پیدا ہوگیا تھا۔

ملک الموت نے حضرت موسیٰ کے خیالات سے آشنا ہوئے بغیر خود ہی یہ سمجھ لیا کہ حضرت موسیٰ، موت کے نام سے خفا ہوگئے، اور وہ موت نہیں چاہتے، اور اللہ کے ہاں جا کر یہ شکایت کردی کہ تیرا

بندہ موت نہیں چاہتا، اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کی غلط فہمی اور حضرت موسیٰ کی جلالتِ شان دونوں کے اظہار کے لیے یہ طریقہ اختیار فرمایا کہ دوبارہ جاؤ، اور موسیٰ کو جا کر ہمارا پیغام سناؤ، ادھر فرشتہ پیغام حاصل کر رہا تھا، اور ادھر حضرت موسیٰ نے اجنبی شخص کے غائب ہوجانے پر فوراً یہ محسوس کرلیا کہ درحقیقت یہ معاملہ انسانی معاملات سے جدا، دوسرے عالم کا ہے، چنانچہ جب ملک الموت نے دوبارہ حاصل ہوکر حضرت موسیٰ کو پیغامِ الٰہی دیا، تو ان کا لہجہ اور طرزِ گفتگو دوسرا ہوگیا، اور انجامِ کار وہ رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے، اور قربتِ موت کی جو چند گھڑیاں تھیں، وہ موت سے قبل اس طرح سامانِ عبرت وموعظت بنیں (کذا فی قصص القرآن، ج۱ص۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴) [1]

علامہ عینی نے اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ابن التین نے فرمایا کہ ارضِ مقدسہ ''شام'' ہے، اور حضرت موسیٰ نے بیت المقدس کے قریب دفن ہونے کا سوال کیا تھا، کیونکہ بیت المقدس ''ارض مقدسہ'' میں ہے، حضرت موسیٰ نے ارضِ مقدسہ کے قریب دفن ہونے کی اس لئے دعا کی تھی کہ ان کا مقصد ان انبیاء علیہم السلام کا قرب تھا، جو بیت المقدس میں مدفون تھا۔ [2]

---

[1] وكانت اللطمة مباحة عند موسى إذ رأى آدميا دخل عليه، ولا يعلم أنه ملك الموت، وقد أباح الرسول، عليه الصلاة والسلام، فقأ عين الناظر فى دار المسلم بغير إذن، ومحال أن يعلم موسى أنه ملك الموت ويفقأ عينه.

وقد جائت الملائكة إلى إبراهيم، عليه الصلاة والسلام، فلم يعرفهم ابتداء، ولو علمهم لكان من المحال أن يقدم إليهم عجلا، لأنهم لا يطعمون .وقد جاء الملك إلى مريم فلم تعرفه، ولو عرفته لما استعاذت منه، وقد دخل الملكان على داود، عليه الصلاة والسلام، فى شبه آدميين يختصمان عنده فلم يعرفهما، وقد جاء جبريل، عليه الصلاة والسلام، إلى سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وسأله عن الإيمان فلم يعرفه، وقال: ما أتانى فى صورة قط إلا عرفته فيها غير هذه المرة، فكيف يستنكر أن لا يعرف موسى الملك حين دخل عليه (عمدة القارى للعينى، ج۸ص۱۴۷، ۱۴۸، كتاب الجنائز، باب من أحب الدفن فى الأرض المقدسة أو نحوها)

[2] قوله: (فسأل الله أن يدنيه من الأرض المقدسة) أى: فعند ذلك سأل موسى الله أن يقربه من الأرض المقدسة، وهى بيت المقدس .وقال ابن التين: الأرض المقدسة الشام، ومعنى: المقدسة، المطهرة . وكلمة: أن، مصدرية فى محل النصب على المفعولية، أى: سأل الله تعالى الدنو من بيت المقدس ليدفن فيه دنوا لو رمى رام الحجر من ذلك الموضع الذى هو الآن موضع قبره لوصل إلى بيت المقدس، وإنما سأل ذلك لفضل من دفن فى الأرض المقدسة من الأنبياء والصالحين، فاستحب مجاورتهم فى الممات كما فى الحياة، ولأن الناس يقصدون المواضع الفاضلة ويزورون قبورها ويدعون لأهلها .وقال المهلب: إنما سأل الدنو منها ليسهل على نفسه ويسقط عنه المشقة التى تكون على من هو بعيد منها، وصعوبته عند البعث والحشر(عمدة القارى للعينى، ج۸ص ۱۴۹، كتاب الجنائز، باب من أحب الدفن فى الأرض المقدسة أو نحوها)

www.idaraghufran.org

علامہ ابنِ حجر نے بھی ''فتح الباری'' میں اسی بات کو ترجیح دی ہے کہ حضرت موسیٰ کا مقصد، ان انبیاء علیہم السلام کا قرب تھا، جو بیت المقدس میں مدفون تھا۔ [1]

[1] قوله: (باب من أحب الدفن فى الأرض المقدسة أو نحوها) قال الزين بن المنير: المراد بقوله: أو نحوها بقية ما تشد إليه الرحال من الحرمين، وكذلك ما يمكن من مدافن الأنبياء وقبور الشهداء والأولياء تيمنا بالجوار، وتعرضا للرحمة النازلة عليهم اقتداء بموسى عليه السلام .انتهى .وهذا بناء على أن المطلوب القرب من الأنبياء الذين دفنوا ببيت المقدس، وهو الذى رجحه عياض، وقال المهلب: إنما طلب ذلك ليقرب عليه المشى إلى المحشر، وتسقط عنه المشقة الحاصلة لمن بعد عنه(فتح البارى لابنِ حجر، ج۳ص۲۰۷، كتاب الجنائز، باب من أحب الدفن فى الأرض المقدسة أو نحوها)

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۲۱ ''افادات وملفوظات''﴾

کہ چالیس سال تک تو عشاء اور فجر کی نماز کو ایک وضو سے اور دوسرے پینتالیس سال فجر سے لے کر عشاء تک ایک وضو سے پڑھنے کا حکم لگایا جائے، اور ان دونوں زمانوں کا مجموعی عرصہ پچاسی سال بنتا ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ولادت اسی ہجری، اور وفات ایک سو پچاس ہجری قرار دی جاتی ہے، جس کے حساب سے عمر کا مجموعہ اسی سال بنتا ہے۔

اگر امام ابوحنیفہ، اور شیخ احمد رفاعی اور دوسرے قرآن وسنت پر عمل پیرا مستند بزرگانِ دین سے اس طرح کے واقعات کا سرے سے ثبوت نہ بھی ہو، تب بھی ان بزرگوں کی شان وشوکت، اور ان کا مقام ومرتبہ اپنی جگہ برقرار رہتا ہے، اس میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ:

> درجہ مقصودیت (مقصود ہونے کے درجہ) میں نہ کشف کوئی چیز ہے اور نہ کرامت، نہ تصرف، نہ کیفیت، ان میں سے کوئی چیز بھی نہ ہو، مگر اتباعِ سنت ہو، بس مقصود حاصل ہے
>
> (الافاضات الیومیہ ج ۵، ص ۲۷۸، ۲۷۹، ملفوظ نمبر ۲۸۶)

اصل چیز قرآن وسنت اور اہل سنت کے اجماعی مسائل ہیں، جن پر اپنی صلاحیتوں کو زیادہ خرچ کرنا چاہیے، اور بلاوجہ دوسری چیزوں کے زیادہ درپے نہیں ہونا چاہیے۔

اور اگر کسی کو ان باتوں کا زیادہ ہی شوق ہو، اور وہ ان کو اپنے لئے فائدہ منداور نفع بخش سمجھے، اور ان میں غلو ومبالغہ آرائی بھی نہ کرے، تو یہ اس کا اپنا معاملہ ہے، لیکن اس کو یہ سمجھ لینا کہ اس قسم کی باتوں کا ہر مسلم کو قبول کرنا، واجب ہے، یہ بے اعتدالی والا طرزِ عمل ہے۔

طب وصحت

حکیم مفتی محمد ناصر

جانوروں کے گوشت کی خاصیت

بعض احادیث میں جانوروں کے گوشت کی خاصیت بیان ہوئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

عَلَيْكُمْ بِأَلْبَانِ الْبَقَرِ وَسُمْنَانِهَا، وَإِيَّاكُمْ وَلُحُومَهَا فَإِنَّ أَلْبَانَهَا وَسُمْنَانَهَا دَوَاءٌ وَشِفَاءٌ وَلُحُومَهَا دَآءٌ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۸۲۳۲، کتاب الطب)

ترجمہ: تم گائے کا دودھ اور اس کا گھی استعمال کیا کرو، اور اس کے گوشت سے بچا کرو، کیونکہ اس کا دودھ اور گھی دوا اور شفا ہے، اور اس کا گوشت بیماری ہے (حاکم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَلْبَانَهَا أَوْ لَبَنَهَا شِفَاءٌ، وَسَمْنَهَا دَوَآءٌ، وَلَحْمَهَا أَوْ لُحُومَهَا دَاءٌ (شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث ۵۵۵۵ "باء")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس (یعنی گائے) کا دودھ شفاء ہے، اور اس کا گھی دوا ہے، اور اس کا گوشت بیماری ہے (بیہقی)

مذکورہ احادیث میں گائے کے دودھ کو شفاء، گائے کے گھی کو دواء اور گائے کے گوشت کو بیماری قرار دیا ہے۔ گائے کے گوشت کے بیماری ہونے کی محدثین اور اہلِ علم نے مختلف وجوہات بیان کی ہیں، مثلاً گائے کا گوشت دیر ہضم ہوتا ہے، اور جسم میں خشکی پیدا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض احادیث میں جانوروں کے اعضاء کے حلال اور مکروہ حصوں کی وضاحت بھی بیان ہوئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ — ﷺ — قَالَ: "أُحِلَّتْ لَنا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ، فَأَمَّا الْمَيْتَتَانِ: فَالْحُوتُ وَالْجَرَادُ، وَأَمَّا الدَّمَانِ: فَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ (ابنِ ماجه، رقم الحديث

www.idaraghufran.org

۳۳۱۴، بَابُ الْكَبِدِ وَالطِّحَالِ، مسند احمد، رقم الحديث ۵۷۲۳، حديث حسن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے لیے دوطرح کے مُردار اور دو طرح کا خون حلال ہے، مُردار سے مراد مچھلی اور ٹڈی ہے (کہ انہیں ذبح کرنے کی ضرورت ہی نہیں) اور خون سے مراد کلیجی اور تلی ہے (ابنِ ماجہ، مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حلال جانوروں کی کلیجی اور تلی کھانا حلال ہے۔

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا: اَلْمَرَارَةَ، وَالْمَثَانَةَ، وَالْمَحْيَاةَ، وَالذَّكَرَ، وَالْأُنْثَيَيْنِ، وَالْغُدَّةَ، وَالدَّمَ(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۹۴۸۰، دارالحرمین، القاهرة)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکرے کی سات چیزوں کو مکروہ قرار دیا کرتے تھے پتہ، اور مثانہ، اور مادہ کی پیشاب گاہ، اور نر کی پیشاب گاہ، اور خصیتین (یعنی کپورے) اور غدود اور خون (طبرانی)

اہلِ علم حضرات نے اس حدیث کو سند کے لحاظ سے قابلِ استدلال قرار دیا ہے۔ [1]

ان سات چیزوں کے علاوہ ذبح شدہ حلال جانور کی کوئی چیز جو گوشت کی قبیل سے ہو، جس میں کھال، کلیجی، گردے اور اوجھڑی بھی شامل ہیں، ممنوع نہیں، بلکہ جائز ہیں، لہٰذا حلال مذبوحہ جانور کی کھال، سری پائے، پنجے، کلیجی، گردے اور آنکھ، کان بلکہ اوجھڑی کھانا بھی بلا کراہت جائز ہے (جبکہ غلاظت سے اچھی طرح پاک وصاف کرلیا گیا ہو) البتہ اگر کسی کو طبعی طور پر یہ چیزیں یا ان میں سے کوئی چیز پسند نہ ہو، تو وہ الگ بات ہے، مگر کسی کے طبعی طور پر ناپسند ہونے سے اس کا شرعاً ممنوع یا مکروہ ہونا لازم نہیں آتا۔

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الاوسط وفيه يحيى الحماني وهو ضعيف(مجمع الزوائد ج۵ ص ۳۶) ولكن قال ابن معين في يحيى بن عبدالحميد بن عبد الرحمن بن ميمون بن عبد الرحمن الحماني :ثقة (كذافي تهذيب الكمال ج ۳۱ ص ۴۱۹ تا۴۳۴)

﴿بقیہ صفحہ ۵۱ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اخبارِ ادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

□...... 17 / ذیقعدہ بروز جمعرات، بندہ کے والد صاحب بزرگوار، 83 سال کی عمر میں دنیا سے رحلت فرما گئے، بندہ نے نمازِ جنازہ پڑھایا، اللہ تعالیٰ والد صاحب بزرگوار کی مغفرتِ کاملہ فرمائے، اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۵۲ "جانوروں کے گوشت کی خاصیت"﴾

آج کل بعض لوگ ذبح شدہ حلال جانور کی کھال، کلیجی، گردے اور بالخصوص اوجھڑی وغیرہ کو ناجائز یا ممنوع قرار دیتے ہیں، جو کہ درست نہیں۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ذی الحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام، مصنفہ: مفتی محمد رضوان صاحب، مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

گوشت (Meat) کے طبی خواص وفوائد

سائنسی اور طبی اعتبار سے گوشت کو ایک صحت مند کھانا تصور کیا جاتا ہے، کیونکہ اس میں لحمیات (پروٹین) خاصی تعداد میں موجود ہوتے ہیں۔

جانور کو جب ذبح کیا جاتا ہے، تو ذبح ہونے سے جانور کے خون کے ساتھ اس کے جسم سے زہریلے مواد، کاربن ڈائی آکسائیڈ اور دیگر فضلات، بھی خارج ہو جاتے ہیں، اور زبان سے اللہ کا نام لے کر جانور ذبح کرنے سے اس جانور کا گوشت حلال، اور انسانی صحت کے لئے فائدہ مند ہو جاتا ہے۔

اس کے برعکس اگر کوئی جانور مَر جائے، تو اس کے گوشت میں زہریلے مواد اور فضلات باقی رہ جاتے ہیں، جس کی وجہ سے اس جانور کا گوشت انسانی صحت کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔

گوشت ہمیں مختلف جانوروں کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے، اسلام میں ہر جانور کا گوشت حلال نہیں بلکہ مخصوص جانوروں کا گوشت حلال ہے، ان جانوروں میں اونٹ، بھینس، گائے، بھیڑ، بکری، ہرن، خرگوش، مرغی اور مچھلی وغیرہ، کی زیادہ تر اقسام شامل ہیں، اس کے علاوہ پرندوں کی کچھ اقسام بھی حلال ہیں۔

ترتیب وپیشکش مولانا طارق محمود

ماہنامہ ''التبلیغ'' جلد نمبر22 (1446ھ) کی اجمالی فہرست

﴿آئینۂ احوال﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
مسلمان کو قتل کرنے کے گناہ کی شدت	مفتی محمد رضوان	شمارہ1 ص3
تجارت ومعاملات میں سچ اور حق کی برکت	// //	شمارہ2 ص3
آج کل کی سیاست، اور منافقت	// //	شمارہ3 ص3
آئینِ پاکستان میں چھبیسویں ترمیم	// //	شمارہ4 ص3
فضائی آلودگی، اور اسلامی تعلیمات	// //	شمارہ5 ص3
دینی مدارس کی رجسٹریشن کا معاملہ	// //	شمارہ6 ص3
سفرِ حرمین شریفین، اور سیر وتفریح	// //	شمارہ7 ص3
ناجائز تجاوزات کے خلاف آپریشن	// //	شمارہ8 ص3
دہشت گردی اور فساد فی الارض	// //	شمارہ9 ص3
سوویت یونین کے بعد امریکہ اور اتحادیوں کا کردار	// //	شمارہ10 ص3
معرکۂ حق ''بنیانٌ مرصوصٌ''	// //	شمارہ11 ص3

﴿درسِ قرآن﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
غزوۂ اُحد میں پہنچنے والی تکلیف اور اس کا سبب وحکمت (سورہ آلِ عمران: قسط53)	مفتی محمد رضوان	شمارہ1 ص5
شہداء کی برزخی حیات، اور رزق وخوشی کا حصول (سورہ آلِ عمران: قسط54)	// //	شمارہ2 ص5

متقی اور اللہ کو بہترین وکیل سمجھنے والوں کی فضیلت (سورہ آلِ عمران: قسط55)	مفتی محمد رضوان	شمارہ3ص6
کافروں کو ڈھیل، خبیث وطیب کی تمیز اور غیب کا علم (سورہ آلِ عمران: قسط56)	// //	شمارہ4ص6
اللہ کی نعمتوں میں بخل کرنے والوں کے لئے وعید (سورہ آلِ عمران: قسط57)	// //	شمارہ5ص7
اللہ کو فقیر، اپنے کو غنی کہنے، اور نبیوں کو قتل کرنے کا وبال (سورہ آلِ عمران: قسط58)	// //	شمارہ6ص5
ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا، اور پورا بدلہ ملنا ہے (سورہ آلِ عمران: قسط59)	// //	شمارہ7ص7
احکامِ الٰہی میں ثمنِ قلیل کا عوض، اور گناہ پر خوشی (سورہ آلِ عمران: قسط60)	// //	شمارہ8ص5
آسمانوں وزمین کی پیدائش میں نشانیاں، اور سائنس (سورہ آلِ عمران: قسط61)	// //	شمارہ9ص8
ایمان وتقویٰ کا ثواب، اور کافروں کی دولت کا وبال (سورہ آلِ عمران: قسط62)	// //	شمارہ10ص8
بعض اہلِ کتاب کے ایمان لانے کی قدر ومنزلت (سورہ آلِ عمران: قسط63)	// //	شمارہ11ص7

درسِ حدیث

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
اللہ کے نزدیک دنیا کی ذلت وحقارت (قسط1)	مفتی محمد رضوان	شمارہ1ص15
اللہ کے نزدیک دنیا کی ذلت وحقارت (قسط2)	// //	شمارہ2ص11
اللہ کے نزدیک دنیا کی ذلت وحقارت (تیسری وآخری قسط)	// //	شمارہ3ص14
جھوٹی نبوت کے دعویداروں کا فتنہ	// //	شمارہ4ص16
چغلی کی حقیقت اور اس کی مذمت	// //	شمارہ5ص16

مال ودولت کا فتنہ(قسط1)	مفتی محمد رضوان	شمارہ6ص13
مال ودولت کا فتنہ(دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ7ص17
روزہ میں گناہوں سے حفاظت	// //	شمارہ8ص9
شوّال کے چھ روزوں کے فضائل	// //	شمارہ9ص15
’’وھن‘‘ کا مرض اور کفار کا غلبہ	// //	شمارہ10ص18
کفار سے مصالحت ومسالمت کا حکم	// //	شمارہ11ص11

مقالات ومضامین

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
افادات وملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ1ص18
افادات وملفوظات	// //	شمارہ2ص14
افادات وملفوظات	// //	شمارہ3ص20
افادات وملفوظات	// //	شمارہ4ص20
افادات وملفوظات	// //	شمارہ5ص20
افادات وملفوظات	// //	شمارہ6ص19
افادات وملفوظات	// //	شمارہ7ص22
افادات وملفوظات	// //	شمارہ8ص15
افادات وملفوظات	// //	شمارہ9ص22
افادات وملفوظات	// //	شمارہ10ص22
افادات وملفوظات	// //	شمارہ11ص19

علم کے مینار

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (بیسواں حصہ)	مفتی غلام بلال	شمارہ1ص23

فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (اکیسواں حصہ)	مفتی غلام بلال	شمارہ2 ص27
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (بائیسواں حصہ)	// //	شمارہ3 ص25
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (تئیسواں حصہ)	// //	شمارہ4 ص25
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (چوبیسواں حصہ)	// //	شمارہ5 ص23
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (پچیسواں حصہ)	// //	شمارہ6 ص26
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (چھبیسواں حصہ)	// //	شمارہ7 ص26
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (ستائیسواں حصہ)	// //	شمارہ8 ص17
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (اٹھائیسواں حصہ)	// //	شمارہ9 ص26
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (انتیسواں حصہ)	// //	شمارہ10 ص28
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (تیسواں حصہ)	// //	شمارہ11 ص22

تذکرۂ اولیاء

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
پاکستان میں مسئلہ ٹیکس اور خلافتِ عمر سے اس کا حل (قسط8)	مولانا محمد ریحان	شمارہ2 ص26
پاکستان میں مسئلہ ٹیکس اور خلافتِ عمر سے اس کا حل (قسط9)	// //	شمارہ2 ص30
پاکستان میں مسئلہ ٹیکس اور خلافتِ عمر سے اس کا حل (قسط10)	// //	شمارہ3 ص28
عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں نئی ریاستی اصطلاحات (قسط1)	// //	شمارہ4 ص29
عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں نئی ریاستی اصطلاحات (قسط02)	// //	شمارہ5 ص27
عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں نئی ریاستی اصطلاحات (قسط03)	// //	شمارہ6 ص30
عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں نئی ریاستی اصطلاحات (قسط04)	// //	شمارہ7 ص29
عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں نئی ریاستی اصطلاحات (قسط05)	// //	شمارہ8 ص21
عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں نئی ریاستی اصطلاحات (قسط06)	// //	شمارہ9 ص29
عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں نئی ریاستی اصطلاحات (قسط07)	// //	شمارہ10 ص31
عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں نئی ریاستی اصطلاحات (قسط08)	// //	شمارہ11 ص25

پیارے بچو!

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
گرمی کی شدت اور درخت کی اہمیت	مولانا محمد ریحان	شمارہ1 ص30
مون سون کی بارشیں	// //	شمارہ2 ص33
دوستی کا امتحان	// //	شمارہ3 ص30
ٹیکنالوجی کا جادوئی سفر!	// //	شمارہ4 ص32
پنڈی میں سردیوں کی ایک شام	// //	شمارہ5 ص29
جاڑے کی ماؤں کی محبت	// //	شمارہ6 ص32
جلتی روشنیوں کا شہر	// //	شمارہ7 ص31
رمضان کی برکت	// //	شمارہ8 ص23
عید کا تحفہ	// //	شمارہ9 ص31
پڑھا کو بچہ مگر کیسے؟	// //	شمارہ10 ص35
احمد کا بکرا	// //	شمارہ11 ص28

بزمِ خواتین

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ملازمت اور تجارت میں خواتین کے اختیارات (اٹھارہواں حصہ)	مفتی طلحہ مدثر	شمارہ1 ص31
ملازمت اور تجارت میں خواتین کے اختیارات (انیسواں حصہ)	// //	شمارہ2 ص35
زیب وزینت میں خواتین کے اختیارات (حصہ:1)	// //	شمارہ3 ص32
زیب وزینت میں خواتین کے اختیارات (حصہ:2)	// //	شمارہ4 ص34
زیب وزینت میں خواتین کے اختیارات (حصہ:3)	// //	شمارہ5 ص31
زیب وزینت میں خواتین کے اختیارات (حصہ:4)	// //	شمارہ6 ص34
زیب وزینت میں خواتین کے اختیارات (حصہ:5)	// //	شمارہ7 ص33
زیب وزینت میں خواتین کے اختیارات (حصہ:6)	// //	شمارہ8 ص25

زیب وزینت میں خواتین کے اختیارات (حصہ:7)	مفتی طلحہ مدثر	شمارہ9ص33
زیب وزینت میں خواتین کے اختیارات (حصہ:8)	// //	شمارہ10ص36
زیب وزینت میں خواتین کے اختیارات (حصہ:9)	// //	شمارہ11ص29

آپ کے دینی مسائل کا حل

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
تکفیر بازی ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ (قسط:22)	ادارہ	شمارہ1ص33
تکفیر بازی ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ (قسط:23)	// //	شمارہ2ص39
تکفیر بازی ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ (قسط:24)	// //	شمارہ3ص35
تکفیر بازی ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ	// //	شمارہ4ص37
چشتی واشرف علی رسول کی تحقیق (قسط:1)	// //	شمارہ5ص33
چشتی واشرف علی رسول کی تحقیق (قسط:2)	// //	شمارہ6ص37
چشتی واشرف علی رسول کی تحقیق (قسط:3)	// //	شمارہ7ص37
چشتی واشرف علی رسول کی تحقیق (قسط:4)	// //	شمارہ8ص28
چشتی واشرف علی رسول کی تحقیق (پانچویں وآخری قسط)	// //	شمارہ9ص37
انقلابِ عین ودمِ مسفوح کا حکم	// //	شمارہ10ص39
قبرِ نبوی سے ہاتھ نکلنے کے قصہ کی تحقیق	// //	شمارہ11ص32

کیا آپ جانتے ہیں؟

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
تجارتی بائیکاٹ، اوراس میں غلو وبے اعتدالی (قسط1)	مفتی محمد رضوان	شمارہ1ص41
تجارتی بائیکاٹ، اوراس میں غلو وبے اعتدالی (قسط2)	// //	شمارہ2ص44
تجارتی بائیکاٹ، اوراس میں غلو وبے اعتدالی (قسط3)	// //	شمارہ3ص40
تجارتی بائیکاٹ، اوراس میں غلو وبے اعتدالی (قسط4)	// //	شمارہ4ص38

تجارتی بائیکاٹ، اوراس میں غلو و بے اعتدالی (قسط5)	مفتی محمد رضوان	شمارہ5 ص47
تجارتی بائیکاٹ، اوراس میں غلو و بے اعتدالی (قسط6)	// //	شمارہ6 ص50
تجارتی بائیکاٹ، اوراس میں غلو و بے اعتدالی (ساتویں وآخری قسط)	// //	شمارہ7 ص47
”رسومِ افتاء واصولِ افتاء“ پر کلام (قسط1)	// //	شمارہ8 ص36
”رسومِ افتاء واصولِ افتاء“ پر کلام (قسط2)	// //	شمارہ9 ص42
”رسومِ افتاء واصولِ افتاء“ پر کلام (قسط3)	// //	شمارہ10 ص47
”رسومِ افتاء واصولِ افتاء“ پر کلام (قسط4)	// //	شمارہ11 ص39

﴿عبرت کدہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حضرت موسیٰ اور خضر (حصہ:04)	مولانا طارق محمود	شمارہ1 ص54
حضرت موسیٰ اور خضر (حصہ:05)	// //	شمارہ2 ص54
حضرت موسیٰ اور خضر (حصہ:06)	// //	شمارہ3 ص54
حضرت موسیٰ اور خضر (حصہ:07)	// //	شمارہ4 ص54
حضرت موسیٰ اور خضر (حصہ:08)	// //	شمارہ5 ص54
حضرت موسیٰ اور خضر (حصہ:09)	// //	شمارہ6 ص55
حضرت موسیٰ اور خضر (حصہ:10)	// //	شمارہ7 ص54
حضرت موسیٰ اور خضر (حصہ:11)	// //	شمارہ8 ص53
حضرت موسیٰ اور خضر (آخری حصہ:12)	// //	شمارہ9 ص53
حضرت موسیٰ وہارون کی وفات (حصہ اول)	// //	شمارہ10 ص53
حضرت موسیٰ وہارون کی وفات (حصہ دوم)	// //	شمارہ11 ص46

﴿طب وصحت﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
دانتوں کی صفائی کی اہمیت اوراس کے امراض	حکیم مفتی محمد ناصر	شمارہ1 ص57

دانتوں کے مختلف امراض اور ان کا علاج	حکیم مفتی محمد ناصر	شمارہ 2 ص 57
دانتوں کے مختلف امراض اور ان کا علاج	// //	شمارہ 3 ص 57
گلا اور حلق کے امراض	// //	شمارہ 4 ص 57
گلے کا درد اور نگلنے و سانس لینے میں تکلیف	// //	شمارہ 5 ص 57
گلے کا درد اور نگلنے و سانس لینے میں تکلیف	// //	شمارہ 6 ص 57
کان کا درد، کم سنائی دینا اور کان کے دیگر امراض	// //	شمارہ 7 ص 56
روزہ اور مریض	// //	شمارہ 8 ص 55
زبان کی اہمیت اور اس کے ذریعہ امراض کی تشخیص	// //	شمارہ 9 ص 55
احادیث میں گوشت کھانے کا ذکر	// //	شمارہ 10 ص 57
جانوروں کے گوشت کی خاصیت	// //	شمارہ 11 ص 49

اخبارِ ادارہ

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ و صفحہ نمبر
ادارہ کے شب وروز	مفتی محمد ناصر	شمارہ 1 ص 59
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ 2 ص 59
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ 3 ص 59
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ 4 ص 59
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ 5 ص 59
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ 6 ص 59
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ 7 ص 58
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ 8 ص 58
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ 9 ص 57
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ 10 ص 59
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ 11 ص 51